# اسلامی فقہ

المستوى: الثالث | 3 | درجہ: سوم

إعداد: قسم التعليم — تیار کردہ: شعبۂ تعلیم

ترجمة : أبو فيصل سميع الله رحمہ اللہ

تصحيح وإضافة: أبو أسعد قطب محمد الأثري

تحت إشراف — زیر نگرانی


المكتب التعاوني للدعوة
وتوعية الجاليات بالربوة

ISLAMIC PROPAGATION OFFICE IN RABWAH
P.O.BOX 29465 ARRIYADH 11457
TEL 4454900 – 4916065 FAX 4970126

# زکوۃ کا بیان

## شریعت میں واجب زکوۃ کی تین قسمیں ہیں:

۱-زکاۃالنفس: نیک اعمال کے ذریعہ انسان کا اپنے نفس کو پاک کرنا،اوراسے برے اعمال سے توبہ کے ذریعہ صاف وپاکیزہ بنانا،جیساکہ اللہ کافرمان ہے: ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّىٰهَا ۞ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّىٰهَا﴾ (الشمس:۹ -۱۰)

" جس نے اسے پاک کیاوہ کامیاب ہوگیا☆اور جس نے اسے خاک میں ملادیاوہ ناکام ہوگیا"۔

۲-زکاۃالبدن: یہ ماہ رمضان کا صدقہ فطر ہے،جس کے ذریعہ لغواور شہوانی حرکت سے روزے دار کو پاک وصاف بنانا ہے،اوراس کے ذریعہ مساکین کو کھانا کھلانا بھی مقصود ہے۔

۳-زکاۃالمال: یہی وہ واجب زکاۃ ہے جو نصاب تک پہنچے ہوئے مالداروں پر ہے،اور آنے والے سطور میں اسی پر مکمل روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے

زکاۃ کی لغوی تعریف: پاک وصاف کرنا

زکاۃ کی شرعی تعریف: تعبد الہی کی خاطر ایک خاص وقت میں، مخصوص مال میں، مخصوص لوگوں کیلئے ایک واجبی حق ادا کرنا۔

زکاۃ کا حکم: شہادتین اور نماز کے بعدارکان اسلام میں سے زکوۃ تیسرا اہم رکن ہے،قرآن کریم میں اکثر مقامات پر اللہ تعالٰی نے زکاۃ کو نماز کے ساتھ جوڑ کر بیان فرمایاہے.ارشادہے:﴿وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱرْكَعُوا۟ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ﴾ (البقرۃ:٤٣)" اور نماز کو قائم کرو،اورزکاۃدو،اوررکوع کرنے والوں کیساتھ رکوع کرو" ۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالی نے یوں فرمایا:﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَنفِقُواْ مِن طَيِّبَـٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ ﴾ (البقرة:٢٦٧)-

" اے ایمان والو! اس پاک مال میں سے جو تم کماتے ہو اور جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا خرچ کرو" ۔

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: " بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ " " اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر صرف ایک اللہ، اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، نماز قائم رکھنا، اور زکاۃ ادا کرنا، اور حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا" ۔(البخاری:٨، مسلم:١٦)۔

## زکاۃ کی فرضیت:

زکاۃ کی اصل فرضیت مکہ میں ہوئی، لیکن اس کے نصاب کی تعیین اور مالوں کے اقسام میں زکوۃ کی ادائیگی کی وضاحت، اور زکوۃ کے مصارف کی تفاصیل سن دو ہجری میں مدینہ میں ہوئی۔

## زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کا حکم:

جس نے زکاۃ کے واجب ہونے کا انکار کیا، اس نے کفر کیا، خواہ وہ زکاۃ کا ادا کرنے والا ہو، یا نہ ہو. اور جو اس کے واجب ہونے کا اقرار واعتراف کرے لیکن اس کی ادائیگی میں تہاون و سستی برتے، تو وہ فاسق ہے، اور اگر کوئی قوم زکاۃ دینا بند کردے، اور لڑائی پر اتر آئے تو اس سے اللہ کے حکم کی پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی تک جنگ کی جائے گی، اس لئے کی اللہ کا فرمان ہے:﴿فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُاْ ٱلزَّكَوٰةَ فَإِخْوَٰنُكُمْ فِى ٱلدِّينِ ﴾ (التوبة :١١)-

" اگر وہ توبہ کریں، نماز کی اقامت کریں، اور زکوۃ کی ادائیگی کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں" ۔

اور اسی طرح نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

«أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلا بِحَقِّ الإِسْلاَمِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ».

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں، اور زکوۃ ادا کریں، جب یہ کرلیں گے تو وہ مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کرلیں گے، سوائے اسلام کے حق کے، اور ان کا حساب اللہ پر ہوگا (البخاری:۲۵، مسلم: ۲۲)۔

## زکاۃ کی حکمت:

زکاۃ کی مشروعیت میں بیش بہا حکمتیں پنہاں ہیں درج ذیل سطور میں چند ایک کا ذکر کیا جارہا ہے:

۱- نفس اور مال کی طہارت وپاکیزگی حاصل ہوتی ہے، یہ کوئی تاوان، جرمانہ یا ٹیکس نہیں ہے، بلکہ اس سے مال میں اضافہ وبڑھوتری اور برکت عطا ہوتی ہے، فرمان رب ہے: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾ (التوبة :۱۰۳)۔ " آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ (زکاۃ) لے لیجئے جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک وصاف کردیں"۔

۲- مخلوق پر احسان ہوتا ہے، اور معاشرہ کے اندر رہن سہن میں ہم آہنگی اور مساوات پیدا ہوتی ہے۔

۳- جس پر زکاۃ واجب ہے اس کا امتحان اور آزمائش بھی ہے، اسلئے کہ اس کی ادائیگی سے اللہ عزوجل کی قربت حاصل ہوتی ہے۔

۴- بخل اور کنجوسی سے انسانی مزاج کو پاک وصاف کرنا ہے۔

۵- دولت مندوں کی دولت وثروت میں حدبندی کرنا ہے تاکہ وہ دولت کسی ایک طبقہ میں محصور ہوکر نہ رہ جائے۔

۶- زکاۃ دینے سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے، آفتوں سے مال کا بچاؤ اور حفاظت ہوتی ہے، اور اس میں فقراء وتنگ دستوں کی حاجت براری ہے، اور مالی کرپشن جیسے چوری وڈکیتی سے مال محفوظ ہوتا ہے۔

## زکاۃادا کرنے کی فضیلت :

اسلام میں زکاۃ کی ادائیگی کے کئی فضائل بیان کئے گئے ہیں جس کا بالاختصار یہاں ذکر کیا جارہاہے،اللہ تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا:﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُاْ ٱلزَّكَوٰةَ لَهُمۡ أَجۡرُهُمۡ عِندَ رَبِّهِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ ﴾ (البقرة :٢٧٧)-

" بیشک جولوگ ایمان کے ساتھ نیک کام کرتے ہیں، نمازوں کو قائم کرتے ہیں،اور زکاۃادا کرتے ہیں،ان کا اجران کے رب کے پاس ہے،ان پر نہ تو کوئی خوف ہے،اور نہ اداسی اور غم" ۔

ایک دوسری جگہ اللہ نے یوں فرمایا:﴿ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمۡوَٰلَهُم بِٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ سِرّٗا وَعَلَانِيَةٗ فَلَهُمۡ أَجۡرُهُمۡ عِندَ رَبِّهِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ ﴾ (البقرة :٢٧٤)-

" جولوگ اپنے مالوں کو رات دن چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے،اور نہ انھیں خوف ہے اور نہ غمگینی" ۔

## زکوۃ کے ادائیگی کی شرطیں :

١- مسلم ہونا، کیونکہ زکاۃ پاکیزگی اور طہارت عطا کرتی ہے،اور مشرک نجس ہے۔

٢- حریت کا ہونا یعنی آزاد ہونا،اس لئے کہ غلام کا سارا مال اس کے آقا کا ہے۔

٣- مالک نصاب ہونا، یعنی اتنی مقدار میں اس کے پاس مال ہونا جس مقدار پر زکاۃ نکالنا شرعا واجب ہوتا ہے۔

٤- ملکیت میں استقرار اور استقلال کا پایا جانا، یعنی اس کا مال اس کے پاس محفوظ وسلامت ہو، کسی آفت اور بلا کا شکار نہ ہو،اور نہ ہی اس میں دوسروں کے حقوق پائے جاتے ہوں۔

٥- مکمل ایک سال اس پر گزرنا، یعنی جو مال اس کی ملکیت میں آئی ہے اس پر مکمل ایک سال پورا ہو جائے،اور وہ مال اس قبیل سے ہو جس پر سال گذرنا واجب ہے نہ کہ ہر قسم کا مال۔

**جن مالوں میں زکاۃ ادا کرنا واجب نہیں:**

۱-گھوڑوں، غلاموں، خچروں اور گدھوں میں زکاۃ نہیں ہے اس لئے کی رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِي عَبْدِهِ وَلا فِي فَرَسِهِ» (بخاری :١٣٩٥)

۲-جو مال نصاب سے کم ہو اس میں بھی زکاۃ نہیں، الا یہ کہ مالک اپنی خوشی سے دے دے، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

« لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الوَرِقِ صَدَقَةٌ ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الإِبِلِ صَدَقَةٌ» (بخاری :١٤٥٩ و مسلم :٩٧٩)''پانچ وسق سے کم کھجور میں زکاۃ نہیں، اور چاندی میں پانچ اوقیہ سے کم میں زکاۃ نہیں، اور پانچ عدد سے کم اونٹ میں زکاۃ نہیں''۔

۳-تازہ استعمال ہونے والے پھلوں اور سبزیوں میں رسول اکرم ﷺ سے زکاۃ ثابت نہیں۔

۴-عورتوں کے استعمال ہونے والے زیورات میں بھی زکاۃ نہیں، اس لئے کہ یہ صرف زینت کے لئے ہوتے ہیں، ہاں اگر زینت کے ساتھ بوقت ضرورت اسے کام میں بھی لانے کی نیت ہو تو ادخار (جمع شدہ) کی وجہ سے اس میں زکاۃ واجب ہے، ویسے یہ مسئلہ اہل علم کے یہاں مختلف فیہ ہے، بعض اہل علم نے اس میں بھی بغیر کسی شرط کے زکاۃ کو واجب قرار دیا ہے۔

۵-قیمتی جواہرات جیسے زمرد، یاقوت، موتی وغیرہ، البتہ اگر یہ تجارت کی غرض سے حاصل شدہ ہیں تو ان میں زکاۃ واجب ہوگی کیونکہ یہ سامان تجارت کے مانند ہیں۔

۶-گھریلو سامان، رہائشی مکان، کارخانے، ذاتی استعمال کی گاڑیاں اور گھوڑے وغیرہ ان میں زکاۃ نہیں ہے۔

۷-اوقاف جو رفاہ عام کے لئے ہو جیسے مساجد، مدارس، فقراء کے لئے تعمیر شدہ مکانات وغیرہ میں زکاۃ نہیں، اسی طرح جو بھی مال عام بھلائی کے راستوں میں خرچ کے لئے رکھا گیا ہو وہ وقف کی طرح ہے، اس میں زکاۃ نہیں کیونکہ یہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں، اور اگر ان اوقاف کے مال سے تجارت بھی کیا جائے پھر بھی اس پر زکاۃ واجب نہیں

جن مالوں میں زکاۃ کی ادائیگی کے لئے سال گذرنا شرط نہیں:

۱-زمین کی پیداوار۔

۲-کھلے چرنے والے جانور کی نسل کی بڑھوتری۔

۳-تجارت کا منافع، جب یہ نصاب کو پہنچ جائیں تو سال کے گذرنے کا انتظار کے بغیر اس میں اصل کے ساتھ زکاۃ ادا کرنا واجب ہے، اور اگر پہلے سے موجود سامان تجارت کا منافع یا جانوروں کی نسل نہیں، بلکہ الگ سے مال حاصل ہو گیا ہو تو اس کے لئے پورا سال اس کی ملکیت میں رہنا زکوۃ کی فرضیت کے لئے لازم ہے، لہذا ہبہ یا عطیہ یا وراثت میں آمدہ مال پر زکوۃ اس وقت ہو گی جب اس پر پورا سال گذر جائے، اور اگر کسی کو زمین یا گھر میں مدفون خزانہ مل جائے چاہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو تو اس کے لئے نہ نصاب کی اور نہ ہی سال گذرنے کی شرط ہے، بلکہ ملتے ہی اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا واجب ہے، اور واضح رہے کہ سال کے گذرنے میں ہجری تاریخ کا اعتبار ہو گا۔

## زکاۃ کے احکام و مسائل

جب کسی مرد یا عورت، چھوٹا یا بڑا، عاقل یا پاگل کے پاس اتنا مال جمع ہو جائے جو نصاب کو پہنچ جائے، اور اس پر سال گذر جائے، تو اس میں زکاۃ واجب ہے، چاہے اس مال کو گھریلو خرچ یا شادی یا پراپرٹی خریدنے یا قرض کی ادائیگی کے لئے رکھا ہو یا اس کے علاوہ جس بھی مقصد کے لئے رکھا ہو اس پر زکاۃ کی ادائیگی واجب ہے۔

☆اگر کسی شخص پر زکاۃ واجب ہو اور وہ اس کی ادائیگی سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کی وراثت تقسیم ہونے سے پہلے اس کے وارثین پر زکاۃ ادا کرنا واجب ہے۔

☆اگر سال کے کسی حصہ میں مال نصاب سے کم ہو گیا ہے یا اس مال کو بیچ دیا ہے، اور زکاۃ سے بھاگنا مقصد نہ ہو تو وہ سال منقطع ہو جائے گا، اور اگر مال اسی کے جنس سے بدل لیا ہے تو سال منقطع نہیں مانا جائے گا اور اس میں زکاۃ ادا کی جائے گی۔

☆اگر کوئی مسلمان مر جائے اور اس پر زکاۃ اور قرض دونوں واجب ہو لیکن اس نے جو مال چھوڑا ہو وہ دونوں کی ادائیگی کے لئے کافی نہ ہو، تو مال کو تناسب (پرسنٹیج) کے اعتبار سے تقسیم کر دیا جائے۔

☆زکاۃ عین مال میں واجب ہوتی ہے چنانچہ غلہ میں غلہ لیا جائے، بکری میں بکری لی جائے،اور روپے میں روپے لئے جائیں،اس سے ہٹ کر نہ لیا جائے الا یہ کہ کوئی ضرورت ہو۔

☆اگر کسی کا کوئی مال کسی کے پاس ہے جو اس کو ادا نہیں کر سکتا تو اس کو زکاۃ سمجھ کر اس آدمی کو دے دینا جائز نہیں۔

## زکاۃ کا نصاب:

اللہ تعالی نے زکاۃ کا نصاب مقرر کرنے میں اس بات کو مد نظر رکھا ہے کہ آدمی نے اس مال کے حاصل کرنے میں کتنی محنت اور مشقت اٹھائی ہے، جس کی تفصیل یوں ہے:

۱-رکاز: زمانہ جاہلیت کا دفن کیا ہوا خزانہ جو کسی شخص کو بغیر مشقت کے حاصل ہو،ایسے حاصل شدہ خزانہ میں زکاۃ پانچواں حصہ واجب ہے یعنی(20%)۔

۲-وہ کھیتی جو بارش،چشمہ یا نہر کے پانی سے سینچی جائے اور اس پر خرچ نہ پڑے تو اس میں زکاۃ دسواں حصہ واجب ہے یعنی(10%)۔

۳-جس کھیتی کو کنویں کے پانی، یا ندی و تالاب یا بورنگ وغیرہ سے سینچا گیا ہو،اور اس میں محنت و مشقت اور خرچ ہوا ہو تو اس میں زکاۃ پانچواں حصہ ہے یعنی(20%)۔

۴-جس مال کے حاصل کرنے میں بہت مشقت ہے،اور اس میں کافی دوڑ بھاگ ہے جیسے نقود و سامان تجارت تو اس میں چالیسواں حصہ زکاۃ ہے یعنی(2.5%)۔

# زکوۃ والے مالوں کے اقسام

جن مالوں میں زکاۃ واجب ہے وہ چار قسم کے ہیں:

۱-سونا، چاندی، کیش (روپیہ)۔ ۲-زمین کی پیداوار، یعنی غلہ، پھل اور معدنیات۔

۳-سامان تجارت۔ ۴-چرنے والے مویشی، یعنی اونٹ، گائے، بھیڑ بکریاں وغیرہ۔

## ۱-سونا، چاندی اور کیش میں زکوۃ

سونے کا نصاب:

جب سونا بیس (۲۰) دینار یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر چالیسواں حصہ (2.5%) زکاۃ ہے، اور بیس دینار بیس مثقال کے برابر ہے، اور ایک مثقال کا وزن موجودہ دور کے میزان کے اعتبار سے چار اعشاریہ پچیس (4.25) گرام ہوتا ہے، اس حساب سے بیس دینار کا کل وزن پچاسی (85) گرام ہوا، (۲۰×۴,۲۵=۸۵)۔ یہ اقل نصاب ہے، یعنی جس کے پاس بیس دینار (سونے کا سکہ) ہو، اور اس کی ملکیت میں اس پر ایک سال گذر جائے تو اس پر اوپر بیان کردہ حساب سے زکاۃ واجب ہوگی۔

فائدہ: شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے نزدیک سونے کا اقل نصاب بانوے (92) گرام ہے، وہ فرماتے ہیں کہ بیس دینار بیس مثقال کے مساوی ہوتا ہے، اس لئے اگر سونے کا کنگن یا ہار یا اسی جیسا کوئی بھی زیور بیس مثقال کے مساوی ہو جائے تو اس میں زکاۃ واجب ہے، اور بیس مثقال سعودی جنیہ (سکے) کے ساڑھے گیارہ (11.5) جنیہ کے برابر ہے، جس کا موجودہ وزن بانوے (۹۲) گرام کے برابر ہے، اس لئے جب سونا اس مقدار کو پہنچ جائے تب اس میں زکاۃ واجب ہے، لیکن اگر کسی نے پچاسی (۸۵) گرام کے حساب سے زکاۃ ادا کر دی تو بہتر ہے۔

## زیور میں زکاۃ نکالنے کا طریقہ:

☆اگر زیور چوبیس کیرٹ(24 Carat) پر مشتمل ہے تو گویا اس میں سونے کی مقدار 99.9% ہے، اس لئے جب وہ پچاسی گرام(85) پہنچ جائے، تو اس پر حسب نصاب زکاۃ واجب ہو جائے گی، اور اگر اس سے کم وزن ہے تو اس پر زکاۃ واجب نہیں ہوتی۔

☆اگر زیور اکیس کیرٹ(21 Carat) پر مشتمل ہے تو جب اس کا وزن(97.14) ہو تو اس پر زکاۃ واجب ہو گی، اور اگر اس سے کم ہے تو زکاۃ واجب نہیں۔

☆اگر زیور اٹھارہ کیرٹ(18 Carat) پر مشتمل ہے تو جب اس کا وزن(113.33) ہو تو اس میں زکاۃ واجب ہے، اس سے کم ہونے کی صورت میں زکاۃ واجب نہیں۔

اگر کسی کے پاس سونے کے مختلف Carats ہیں، اور اس کا شمار کرنا معلوم نہ ہو تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ مختلف Carats کے مجموعی گرام کی قیمت لگالے، اگر وہ زیادہ ہے یا(24 Carat) کے اعتبار سے 85 گرام سونے کی قیمت کے برابر پہنچ جاتا ہے، تو اس پر زکاۃ واجب ہے، اور اگر تمام Carats کے جمع کرنے کے بعد اس مقدار کو نہیں پہنچتا تو اس میں کوئی زکاۃ نہیں ہے۔

نوٹ: کیریٹ کے اعتبار سے سونے میں زکاۃ نکالنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جتنے سونے آپ کے پاس ہوں، انہیں آپ اس کے کیریٹ سے ضرب(Multiply) کردیں، اس کے بعد جو نتیجہ آئے اسے چوبیس(24) سے تقسیم (Devide) کردیں، اس کے بعد نتیجہ دیکھیں کہ وہ پچاسی(85) گرام یا اس سے زیادہ ہے تو اس میں ڈھائی فیصد(2.5%) کے حساب سے زکاۃ ادا کریں جیسے آپ کے پاس 250 گرام سونا 22 کیریٹ کا ہے تو اسے ایسے حساب لگائیں (250×22=5500÷24=229.16) کیونکہ نتیجہ میں 229 گرام سونا آیا جو نصاب 85 گرام سے زیادہ ہے اس لئے اس میں زکاۃ واجب ہے۔

## چاندی کا نصاب:

جب چاندی تعداد میں دوسو درہم (چاندی کا سکہ) یا اس سے زیادہ ہو، یا پھر وزن میں پانچ اوقیہ جو موجودہ دور کے حساب سے پانچ سو پنچانوے (۵۹۵) گرام ہو یا اس سے زیادہ ہو، اور آپ کی ملکیت میں اس پر ایک سال گذر جائے تو اس پر چالیسواں (2.5%) حصہ زکاۃ واجب ہے یعنی دوسو درہم کا چالیسواں حصہ پانچ درہم زکاۃ واجب ہوگی اور اگر اس سے کم ہو تو اس میں زکاۃ نہیں، اور یہ چاندی کا اقل نصاب ہے۔

## کاغذی کرنسی میں زکاۃ نکالنے کی کیفیت:

اگر کسی کے پاس کاغذی کرنسی ہو جیسے روپئے، ریال یا ڈالر وغیرہ، اور اس پر اس کی ملکیت کے ایک سال گذر جائیں تو اس میں زکاۃ نکالنے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ سونے یا چاندی کے اقل نصاب (۸۵ گرام سونا یا ۵۹ گرام چاندی) میں سے کسی ایک کے برابر اس کی قیمت لگائی جائے، اور (2.5%) کے حساب سے اس میں زکاۃ ادا کر دی جائے۔

## سونے، چاندی اور کیش میں زکاۃ کی ادائیگی کے مسائل:

☆ اگر سونا یا چاندی (بسکٹ یا کسی شکل میں) آپ کے تجارتی مقاصد کے لئے ہے تو گویا کہ وہ سامان تجارت ہے، اس کے نصاب کو سامنے رکھ ملکی کرنسی کی شکل میں قیمت بنا کر اس سے سالانہ (2.5%) زکاۃ نکالی جائے گی۔

☆ اگر سونا یا چاندی (برتن، چاقو، قلم یا کسی شکل میں) ہو جسے اپنے گھر میں تحفہ کی شکل میں رکھا ہو تو اولا ایسا کرنا حرام ہے، لیکن جب وہ نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں سالانہ (2.5%) زکاۃ نکالی جائے گی۔

☆ بینک اکاونٹ میں آپ کے جمع شدہ مال ایسے ہیں جیسا کہ آپ نے بینک کو قرض دے رکھا ہے، اور آپ اپنی مرضی سے جب چاہیں اسے لے سکتے ہیں، تو گویا کہ یہ مال آپ ہی کے پاس ہے، لہذا اس مال سے سالانہ آپ پر (2.5%) زکاۃ نکالنا واجب ہے۔

☆ مسلسل ماہانہ حاصل ہونے والی تنخواہوں میں ہر مہینہ زکاۃ کی ادائیگی میں مشقت ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ سال میں ایک مہینہ مختص کر لے، اور تنخواہوں سے جمع شدہ مال اگر نصاب کو پہنچ جائے تو ان کی زکاۃ ادا کر دے جن مالوں پر

ایک سال کی مدت گذر گئی ہو تو گویا اس کی زکاۃ اپنے وقت پر ادا ہو گئی اور جن پر سال مکمل نہیں ہوا گویا آپ نے اس کی زکاۃ وقت سے پہلے نکال دی، اور ایسا کرنا جائز ہے۔

☆ورکرس (کام کرنے والے) کے ایسوایشن میں جمع شدہ مال پر ایک سال گذر جائے اور وہ نصاب کو پہنچا ہوا ہو، اور وہ ان کے بیچ تقسیم نہ کیا گیا ہو تو اس میں زکاۃ ادا کی جائے گی۔

☆سرکاری سیکٹر یا پرائیویٹ کمپنیوں میں کام کرنے کی صورت میں جو ریٹائرمنٹ کی شکل میں یا کئی سال خدمت انجام دینے کے نتیجے میں یا موت کے واقع ہونے کی صورت میں جو مال حاصل ہو، تو جب وہ اسے حاصل کر لے اور وہ نصاب کو پہنچ جائے، اور اس پر ایک سال گذر جائے تو اس پر زکاۃ واجب ہے۔

## ۲-زمین کی پیداوار،(غلہ، پھل اور معدنیات) کی زکاۃ

زمین سے پیدا ہونے والی چیزوں کی دو نوعیت ہے:

### ۱-نباتات:

☆ساگ وہری سبزیاں(مولی،پیاز،گاجر، لہسن،آلو،بیگن وغیرہ)۔
☆دانے دار غلہ(گیہوں،جو،چاول،مٹر،سرسو،چنے،باجرے وغیرہ)۔
☆مختلف انواع واقسام کے پھل (سیب،سنترہ،انار،کیلا،گری،آلو بخارا،چھوہارا،کشمش وغیرہ)
☆شہد۔

### ۲- معدنیات:

☆پٹرول، گیس اور اس کے جملہ اقسام۔
☆سونا وچاندی،لوہا،تانبا،پیتل،کوئلہ،گندھک،نمک،مچھلی،موتی،قیمتی پتھر غیرہ۔
☆سونے وچاندی کے دفینے۔
☆پتھر (ماربل)اور اس کے جملہ اقسام غیرہ۔

### غلے اور پھلوں میں زکوۃ کا حکم:

ہر طرح کے غلے میں زکوۃ واجب ہے،اور ایسے ہی ان تمام قسم کے پھلوں میں جو ناپنے تولنے اور ذخیرہ اندوزی کے قابل ہوں،جیسے چھوہارے وکشمش،جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَنفِقُوا۟ مِن طَيِّبَـٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا۟ ٱلْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِـَٔاخِذِيهِ إِلَّآ أَن تُغْمِضُوا۟ فِيهِ ۚ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ غَنِىٌّ حَمِيدٌ ﴾(البقرة:٢٦٧)- ”اے ایمان والو!اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور

زمین میں سے تمہارے لئے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو،ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرو، جسے تم خود لینے والے نہیں ہو،ہاں اگر آنکھیں بند کرلو تو،اور جان لو کہ اللہ بے نیاز اور خوبیوں والا ہے"۔

ایک دوسری آیت میں اللہ نے یوں فرمایا:﴿ وَهُوَ ٱلَّذِيٓ أَنشَأَ جَنَّٰتٖ مَّعۡرُوشَٰتٖ وَغَيۡرَ مَعۡرُوشَٰتٖ وَٱلنَّخۡلَ وَٱلزَّرۡعَ مُخۡتَلِفًا أُكُلُهُۥ وَٱلزَّيۡتُونَ وَٱلرُّمَّانَ مُتَشَٰبِهٗا وَغَيۡرَ مُتَشَٰبِهٖۚ كُلُواْ مِن ثَمَرِهِۦٓ إِذَآ أَثۡمَرَ وَءَاتُواْ حَقَّهُۥ يَوۡمَ حَصَادِهِۦۖ ﴾(الأنعام:١٤١)- "اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کئے،وہ بھی جو چھتریوں پر چڑھائے جاتے ہیں،اور وہ بھی جو چھتریوں پر نہیں چڑھائے جاتے،اور کھجور کے درخت اور کھیتیاں جن کے طرح طرح کے پھل ہوتے ہیں،اور زیتون اور انار جو باہم ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں،اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے،ان کے پھل کھاؤ جب وہ (درخت) پھل لائیں،اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو"۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: « لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الوَرِقِ صَدَقَةٌ ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الإِبِلِ صَدَقَةٌ» (بخاری :١٤٥٩ و مسلم :٩٧٩)" پانچ وسق سے کم کھجور میں زکاۃ نہیں،اور چاندی میں پانچ اوقیہ سے کم میں زکاۃ نہیں،اور پانچ عدد سے کم اونٹ میں زکاۃ نہیں" ۔

## غلے اور پھلوں میں زکوۃ کی شرطیں:

☆زکوۃ کے واجب ہونے کے وقت وہ اس کی ملکیت میں ہو۔

☆شریعت کی تعیین شدہ نصاب کو پہنچا ہو۔

## غلے اور پھلوں میں زکوۃ کا نصاب:

ہر قسم کا غلہ اور ناپ تول والے،ذخیرہ اندوزی کے قابل پھلوں کا اقل نصاب پانچ وسق ہے،اور یہ تین سو صاع نبوی کے مقدار کے برابر ہے (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے) جس کا موجودہ وزن چھ سو بارہ (٦١٢) کلو گرام کے قریب

ہے،جب ان دونوں فصلوں کی پیداوار اس وزن کے مقدار پہنچ جائے تواس پر زکاۃ واجب ہو جاتی ہے،اور اگر اس سے کم پیداوار ہے تو اس پر زکوۃ نہیں ہے،اور اگر یہ فصل سال میں دو یا تین بار پیدا ہوں تو ہر فصل پر نصاب تک پہنچنے کی صورت میں زکاۃ واجب ہو گی،اس پر سال گذرنے کی کوئی شرط نہیں۔

## غلے اور پھلوں میں زکوۃ نکالنے کا طریقہ

غلے اور پھلوں میں زکوۃ نکالنے کے تین طریقے ہیں:

۱- العشر: دسواں حصہ (10%) یہ اس وقت جب اس کی پیداوار پر کوئی الگ سے خرچ نہ آئے، مثلاً چشموں ،نہروں، یا آسمانی بارش سے سیراب ہو کر پیدا ہو۔

۲-نصف العشر: بیسواں حصہ (20%) یہ اس وقت جب اس کی پیداوار پر الگ سے خرچ آئے، مثلاً اسے مشینوں کے ذریعہ سیراب کیا گیا ہو، یا بورنگ سے مشینوں کے ذریعہ پانی نکال کر سیراب کیا گیا ہو۔

۳-ثلاث ارباع العشر: پندرہواں حصہ (15%) یہ اس وقت جب دونوں طرح سے اسے سیراب کیا گیا ہو، کچھ مشینوں کے ذریعہ اور کچھ آسمانی بارش سے، تو ایسی صورت میں دونوں کا لحاظ کرتے ہوئے مذکورہ حصہ بطور زکاۃ ادا کریں۔

**فائدہ:** اگر پہلی فصل کی پیداوار نصاب کو نہ پہونچے اور اسی سال دوسری فصل اسی جنس کی پیدا ہو تو تکمیل نصاب کی خاطر دوسری فصل کی پیداوار کو اس میں ضم کر دیا جائے گا، اور دونوں مل کر اگر نصاب کو پہنچ جاتے ہیں تو زکاۃ ادا کرنا واجب ہے۔

### زکوۃ کی ادائیگی کا وقت:

جب غلہ کے دانے پختہ ہو جائیں اور پھل کھانے کے لائق سرخ یا پیلا ہو جائے تو اس وقت اس پر زکوۃ واجب ہے، اسی دوران اگر مالک اسے بیچ دے تو زکوۃ اسی پر ہو گی نہ کی خریدنے والے پر، اور اگر کسی آفت کی وجہ سے وہ غلہ یا پھل تباہ

ہوجائے تو زکوۃ کا وجوب اس سے ساقط ہوجائے گا،اور واضح رہے کہ اس پر سالانہ نہیں بلکہ ہر فصل پر زکوۃ واجب ہے چاہے وہ فصل سال میں ایک بار اگے یا دو بار یا اس سے بھی زیادہ۔

ساگ وسبزی میں اور ذخیرہ اندوزی کے ناقابل پھل میں زکوۃ نہیں ہے،ہاں اگر وہ تجارتی مقصد کے لئے ہیں تو جب اس کی قیمت پر ایک سال گذر جائے،اور وہ نصاب کو پہنچا ہوا ہو تو اس پر ڈھائی فیصد (2.5%) زکوۃ واجب ہے۔

**شہد میں زکوۃ کا نصاب:**

اگر شہد اپنی ملکیت کے درختوں یا باغوں سے نکالا ہو یا ویران جگہوں یا پہاڑوں سے نکالا گیا ہو تو اس کا اقل نصاب ایک سو ساٹھ (۱۶۰) عراقی رطل ہے جو موجودہ دور کے حساب سے باسٹھ (۶۲) کلو گرام کے قریب ہے،اگر شہد مذکورہ وزن یا اس سے زیادہ ہو تو اس میں دسواں حصہ زکاۃ ہے،اور اگر اس سے کم مقدار میں ہے تو اس میں کوئی زکاۃ نہیں۔

اور اگر شہد تجارت کے مقصد سے ہے تو سامان تجارت میں جو زکاۃ ہے اسی کے مطابق اس کی زکاۃ نکالی جائیگی،یعنی چالیسواں حصہ۔

## زمینی پیداوار سے متعلق چند مسائل

☆زمین،باغات وغیرہ کرایہ پر لینے والے کو زکاۃ ادا کرنی ہوگی نہ کی اس کے مالک کو،ہاں اگر مالک اس کا کرایہ لے اور اس پر ایک سال گذر جائے اور وہ نصاب کو پہنچا ہو تو اس پر زکاۃ ہے۔

☆سمندر سے نکالی گئی چیزیں جیسے موتی،مونگا،مچھلی وغیرہ تو اس میں زکاۃ نہیں ہے،اگر وہ تجارت کے لئے ہے تو اس کی قیمت پر زکاۃ ہے جب اس پر ایک سال گذر جائے اور وہ نصاب کو پہنچا ہو۔

☆دھات،پٹرول اور گیس وغیرہ جب سونے یا چاندی کی نصاب میں سے کسی بھی نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں ڈھائی فیصد زکاۃ واجب ہے،یا اسی جنس میں سے زکاۃ ادا کردے،یہ زمین سے حاصل شدہ مال ہے،اس لئے اس میں سال گذرنے کا اعتبار نہ ہوگا،جیسے غلے میں ہے کہ فصل کا اعتبار ہوتا۔

# ۳-سامان تجارت میں زکوۃ

حصول نفع کی خاطر خرید وفروخت کے لئے جو بھی سامان تیار کیا گیا ہو اسی کو عروض التجارہ کہتے ہیں جیسے زمین، فلیٹ ،مکان، مویشی، غذائی چیزیں، ملبوسات، کارپیٹس، مشینیں، کار موٹر گاریاں، اسپیر پارٹس، اور دیگر قسم کے سامان کی دکانیں وغیرہ۔

## سامان تجارت میں زکوۃ کا حکم:

سامان تجارت جب تجارت کے لئے ہو اور سونے وچاندی دونوں نقد میں سے کسی ایک کے نصاب کو پہنچ جائے، اور اس پر ایک سال بھی گذر جائے، تو اس پر زکاۃ واجب ہے، اور اس میں ڈھائی فیصد کے حساب سے زکاۃ دی جائے گی۔

## سامان تجارت کی چند شکلیں:

۱-مکانات، فلیٹس، پلاٹس، کار گاڑیاں، مشینیں وغیرہ، اگر بیچنے کی خاطر ہیں تو سال کے اخیر میں ان کی قیمت نکالی جائے گی، اور اگر وہ نصاب کو پہنچ جاتی ہیں تو اس میں ڈھائی فیصد کے حساب سے زکاۃ نکالی جائے گی۔

۲-اگر مکانات، فلیٹس، پلاٹس، کار گاڑیاں، مشینیں وغیرہ بیچنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ یہ ذاتی استعمال کے لئے ہوں تو اس میں کوئی زکاۃ نہیں ہے۔

۳- اگر مکانات، فلیٹس، پلاٹس، کار گاڑیاں، مشینیں وغیرہ نہ ذاتی استعمال کے لئے ہیں اور نہ ہی بیچنے کے لئے بلکہ وہ کرائے پر دیئے جانے کے لئے ہیں، تو ان کے اصل قیمت پر زکاۃ نہیں ہے بلکہ اس سے جو سالانہ کرایہ حاصل ہو اور وہ نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکاۃ نکالنا واجب ہے۔

۴-کھیتی باڑی کے سامان (ٹریکٹر، تھریسر، پانی نکالنے کی مشینیں، رائس مل وغیرہ)، فیکٹریوں کی مشینیں (برف بنانے کی مشین، پلاسٹک کی مشینیں وغیرہ)، دکان کی مشینیں (فوٹو کاپی مشین، کافی مشین، پرنٹنگ مشین وغیرہ ان کی

اصل پر زکاۃ نہیں ہے کیونکہ یہ بیچنے کے لئے نہیں ہیں،ہاں ان کے ذریعہ کمایا گیامال ایک سال کے بعد جب نصاب کو پہنچ جائے تواس میں زکاۃ ہے۔

## سرمایہ کاری فنڈز(Investment funds)میں زکوۃ کی کیفیت

۱-اگر سرمایہ کاری صنعتی امور(Industrial)میں ہو توزکاۃ خالص نفع( Net Profit)پرڈھائی فیصد ہو گی ،اور اگر سرمایہ کاری زراعتی امور(Agricultural ) میں ہے توزکاۃ ہر فصل پر دسواں یابیسواں حصہ ہے جب وہ نصاب کو پہنچ جائے،اور اگر سرمایایہ کاری مویشی پالنے کے متعلق ہے توزکاۃ مویشی کے اعتبار سے ادا کرنی ہو گی۔

۲-اگر سرمایہ کاری تجارتی(Commercial)ہو تواس کی دو نوعیت ہے:

☆اگر سرمایہ کاری مضاربہ(Sqecultion)کی شکل میں ہو توسامان تجارت کی طرح ڈھائی فیصداس میں زکاۃ دینی ہو گی،شیرز کی مارکیٹ قیمت کاریٹ نکالا جائے،اوراس پر ایک سال گذر جائے تواس پرڈھائی فیصد کے حساب سے زکاۃ دے،اور جب منافع آجائیں تواس سے بھی زکاۃ نکالے۔

☆اوراگر صاحب مال اپنے سرمایہ کاری فنڈ کوکسی کے سپرد کردے کہ وہ اس میں ایک متعین مال میں تجارت کرے ،توتجارت کرنے والااس میں سے سامان تجارت کی طرح زکاۃ دے گا۔

## تجارتی کمپنیوں(Commercial Companies)میں زکاۃ نکالنے کی کیفیت

تجارتی کمپنیاں جیسے ایکسپورٹ،امپورٹ،بیع وشراء،مضاربہ ومالی تحویلات(Mony transaction)وغیرہ اس میں سامان تجارت کے راس مال اور منافع دونوں میں ڈھائی فیصد زکاۃ واجب ہے،جب وہ نصاب کو پہنچ جائے،اور اس پر ایک سال بھی گذر جائے۔

## شیرز(Stocks)میں زکاۃ کاطریقہ

۱-اگر شیر ہولڈر مستقل مالک بنارہنا چاہتاہے،اوراس کاسالانہ منافع لینا چاہتاہے،تواس کے منافع پرڈھائی فیصد زکاۃ ہے جب اس منافع پرسال گذر جائے اور وہ اپنے نصاب کو پہنچ جائے۔

۲-اور اگر وہ شیر ز کو خرید تا اور بیچتا ہے تاکہ اس سے منافع حاصل کرتا رہے، تو سال کے آخر میں ان تمام شیر ز کی قیمت نکالے اور سامان تجارت کی طرح اس میں ڈھائی فیصد زکاۃ واجب ہے جب وہ نصاب کو پہنچ جائے، اور واضح رہے کہ اس وقت کے مارکیٹ ریٹ کا اعتبار ہوگا، گذرے ہوئے ریٹ کو شمار نہیں کیا جائے گا چاہے وہ کم ہو یا زیادہ۔

## حرام مال میں زکاۃ کا حکم

جس مال کا مالک بننا اور اس سے فائدہ اٹھانا مسلمان پر حرام ہو، وہی مال حرام ہے۔

مال حرام کی دو قسمیں ہیں:

۱-جو مال اصلا حرام ہو جیسے سگریٹ، شراب، نشہ آور چیزیں، سور اور اسی جیسے، تو اس جیسے مال میں زکاۃ واجب نہیں، اس لئے کہ زکاۃ ایک عبادت ہے، اور اللہ پاک ہے اور پاکی کو پسند فرماتا ہے۔

۲-جو مال اصلا تو حرام نہیں لیکن اس کی کمائی کی وجہ سے حرام ہو، اس مال کے حصول و کمائی میں شریعت کے اصول و ضابطے کی مخالفت کی بنا پر اس کو حرام قرار دیا گیا ہے، جیسے سود سے حاصل مال، رشوت میں لیا گیا مال، جوا سے حاصل مال، غصب اور چوری کا مال، یا جس کا خرید و فروخت شریعت میں حرام ہے جیسے شراب، سور، نشہ آور چیزیں اس کا مال ، ایسے مال میں نہ تو زکاۃ واجب ہوتی ہے اور نہ ہی اسے قبول کیا جا سکتا ہے، اس لئے کہ وہ خبیث اور حرام و ناجائز کمائی ہے، اور اگر اس طرح کے حرام مال عینی طور موجود ہوں تو اسے ضائع کر دینا چاہئے، اور اگر حرام مال کیش کی شکل میں ہو تو یا اگر صاحب مال کا پتہ چل جائے تو اسے واپس کر دے، اور وہ اس مال سے ایک سال کی زکاۃ نکال دے، اور اگر صاحب مال کا پتہ نہ چل سکے تو اس کی طرف سے صدقہ کر دے۔

# ۴-چرنے والے مویشی،(اونٹ، گائے، بھیڑ بکریاں) میں زکاۃ

## چرنے والے چوپائے میں زکاۃ کا حکم:

چرنے والے چوپایوں میں زکاۃ کی ادائیگی کی دو حالت ہے:

۱-اونٹ، گائے، بکری ودنبہ میں زکاۃ واجب ہے جب وہ سال بھریا بیشتر اوقات میں چھوٹ کر جنگلوں ومیدانوں میں چرنے والے ہوں، ان سے مقصد چاہے دودھ حاصل کرنا ہو یا افزائش نسل ہو، جب ان پر ایک سال گذر جائے اور وہ اپنے نصاب کو پہنچ جائیں ان میں زکاۃ واجب ہے۔

۲-اگر اونٹ گائے اور بکری یا دوسرے جانور چھوٹ کر چرنے والے نہ ہو بلکہ ان کے مالکان ان کے لئے چارے کا انتظام کریں، خواہ وہ چارہ بازار سے خرید کر یا اپنے کھیت سے کاٹ کر لائیں اور انہیں کھلائیں، تو ایسے چوپایوں پر زکاۃ نہیں ہے، اور اگر یہ تجارتی مقصد کے لئے ہے تو ایک سال گذرنے کے بعد اس کی قیمت نکالی جائے گی، اگر وہ نصاب کو پہنچ جاتا ہے تو اس میں ڈھائی فیصد کے اعتبار سے زکاۃ دی جائیگی۔

## چرنے والے چوپایوں میں زکاۃ کا نصاب

اونٹ کا اقل نصاب پانچ(5) عدد ہے، اور گائے کا اقل نصاب تیس(30)عدد ہے، اور بکری یا دنبہ کا اقل نصاب(40)عدد ہے، اگر مذکورہ عدد سے کم ہے تو اس میں زکاۃ واجب نہیں ہے۔

### فوائد:

بِنت مَخاض :اونٹنی کا بچہ جس کی عمر ایک سال ہو-بنت لَبُون : اونٹنی کا بچہ جس کی عمر دو سال ہو۔

حِقّة : اونٹنی کا بچہ جس کی عمر تین سال ہو۔ جَذَعَة : اونٹنی کا بچہ جس کی عمر چار سال ہو۔

# چوپایوں میں زکاۃ کا نصاب

## ا-اونٹ میں زکاۃ کا تفصیلی نصاب

| عدد | مطلوب عدد | زکوۃ کی نوعیت اور مقدار |
|---|---|---|
| 5 سے | 9 تک | ایک عدد بکری |
| 10 | 14 | دو عدد بکری |
| 15 | 19 | تین عدد بکریاں |
| 20 | 24 | چار عدد بکریاں |
| 25 | 35 | ایک سال عمر کی ایک اونٹنی (بنت مخاض) |
| 36 | 45 | دو سال عمر کی ایک اونٹنی (بنت لبون) |
| 46 | 60 | تین سال عمر کی ایک اونٹنی (حقہ) |
| 61 | 75 | چار سال عمر کی ایک اونٹنی (جذعہ) |
| 76 | 90 | دو سال عمر کی دو اونٹنیاں (دو بنت لبون) |
| 91 | 120 | تین سال عمر کی دو اونٹنیاں (حقہ) |
| 121 | .................... | ہر چالیس اونٹ پر دو سال عمر کی ایک اونٹنی (بنت لبون) اور ہر پچاس اونٹ پر تین سال عمر کی ایک اونٹنی (حقہ) |

نوٹ: جب اونٹ کی عدد ایک سو بیس (120) سے متجاوز ہو جائے تو چالیس (40) اور پچاس (50) کا حساب بنائیں ، ہر چالیس پر دو سال عمر کی ایک اونٹنی (بنت لبون) اور ہر پچاس پر تین سال عمر کی ایک اونٹنی (حقہ) مثلاً اگر عدد ایک سو اکیس (121) ہو تو چالیس کے حساب سے دو سال عمر کی (بنت لبون) تین اونٹنیاں زکاۃ میں دی جائیں گی، اور اگر عدد ایک سو تیس (130) ہو تو دو سال عمر کی (بنت لبون) دو دی جائیگی، اور ایک عدد تین سال عمر کی اونٹنی (حقہ) دی

جائیگی، یعنی چالیس کے اعتبار سے اسی (80) میں دو اور پچاس میں ایک ((1) 50=(2) 80-130) اور اگر عدد ایک سو پچاس (150) ہو تو پچاس کے حساب سے ہر پچاس پر تین سال عمر کی ایک اونٹنی (حقہ) ہے یعنی ایک سو پچاس میں تین سال عمر کی (حقہ) تین عدد ہے، بس اسی طرح تمام حساب کرتے جائیں۔

اگر زکوۃ میں بنت لبون (دو سالہ اونٹنی) نکالنا واجب ہو اور اتفاق سے اس عمر کی اونٹنی موجود نہ ہو تو اس کی جگہ بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی کا بچہ) زکوۃ میں نکالا جائے اور اس کمی کی بھرپائی کے لئے یا تو الگ سے دو بکریاں دی جائیں یا بیس درہم ادا کیا جائے، اس کے برعکس اگر حقہ (تین سالہ اونٹنی) دی جائے، تو اس نقصان کی بھرپائی کے لئے دو بکریاں یا بیس درہم زکاۃ وصول کرنے والے سے لی جائے، تاکہ نقصان کی بھرپائی ہو جائے، اور نقصان کی بھرپائی کا معاملہ صرف اونٹ کی زکاۃ تک ہی محدود ہے۔

## ۲-گائے میں زکاۃ کا تفصیلی نصاب

تَبیع أو تبیعة: گائے کا نر بچہ (بچھوا) یا مادہ بچہ (بچھیا) جس کی عمر ایک سال ہو۔

مُسِنَّة: گائے کا بچہ چاہے نر ہو مادہ جس کی عمر دو سال ہو

| عدد | مطلوب عدد | زکوۃ کی نوعیت اور مقدار |
|---|---|---|
| 30 سے | 39 تک | ایک عدد گائے کا نر یا مادہ بچہ (تبیع او تبیعۃ) |
| 40 | 59 | ایک عدد گائے کا دو سالہ بچہ (مسنہ) |
| 60 | 69 | دو عدد ایک سالہ گائے کا نر یا مادہ بچہ |

جب تعداد مذکورہ عدد (70) تک پہنچ جائے تو ہر تیس (30) پر ایک تبیع یا تبیعہ (ایک سالہ بچھوا یا بچھیا) نکالا جائے، اور ہر چالیس (40) پر ایک مسنہ (دو سالہ بچہ) نکالا جائے، اس طرح پچاس (50) میں ایک مسنہ نکالا جائے گا، اور ستر (70) میں ایک تبیع اور ایک مسنہ نکالا جائے گا، اور سو (100) میں دو عدد تبیع اور ایک عدد مسنہ نکالا جائے گا، اور ایک سو بیس (120) میں یا چار عدد تبیع یا تین عدد مسنہ نکالا جائے گا۔

## ۳- بکری میں زکاۃ کا تفصیلی نصاب

| عدد | مطلوب عدد | زکوۃ کی نوعیت اور مقدار |
|---|---|---|
| 40 | 120 | ایک بکری |
| 121 | 200 | دو بکری |
| 201 | 399 | تین بکریاں |

جب تعداد مذکورہ عدد(300)تک پہنچ جائے تو ہر سو (100) میں ایک بکری ،اس حساب سے تین سو ننانوے(399)میں تین بکریاں اور چار سو(400)میں چار بکریاں اور چار سو ننانوے(499)میں چار بکریاں اور باقی اسی طرح سے۔

## چند مسائل

☆زکاۃ میں لوگوں کے نفیس اور عمدہ مال نہیں لئے جائیں گے بلکہ متوسط قسم کے مال لیئے جائیں گے۔

☆جانوروں سے حاصل شدہ دودھ ،دہی ،کریم ،پنیر اور گھی یا اس جیسی چیزیں جب وہ برائے فروخت ہوں تو اس پے اس وقت زکاۃ ہے جب اس کی حاصل شدہ قیمت پر ایک سال گذر جائے،اور وہ اپنے نصاب تک پہنچا ہو،تو اس وقت اس میں ڈھائی فیصد زکاۃ ادا کرنی ہوگی۔

☆مرغی یا اس سے حاصل شدہ انڈے، خرگوش، کبوتر،بٹیر وغیرہ پرندوں میں زکاۃ نہیں ہے، مگر جب وہ تجارتی مقصد کے لئے پالے جائیں،اور جب ان کی قیمت پر ایک سال گذر جائے اور وہ اپنے نصاب کو پہنچ جائیں تب ان پر زکاۃ ادا کرنا واجب ہے۔

☆زکاۃ میں مادہ جانور لیئے جائیں گے صرف گائے کی زکاۃ میں نر جانور کفایت کر سکتا ہے،یا جب تمام نر ہی ہوں۔

☆زکاۃ کے ڈر سے دو متفرق جانوروں کی ریوڑ کو اکٹھا نہیں کیا جائے گا، مثلاً ایک کے پاس چالیس بکریاں ہوں اور اس میں ایک بکری زکاۃ دینی ہو،اور اسی طرح دوسرے کے پاس بھی چالیس بکریاں ہوں اور اس میں بھی ایک بکری زکاۃ

میں ہو، لیکن جب انہیں ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو ان کی مجموعی تعداد اسی (80) پر صرف ایک ہی بکری زکاۃ میں واجب ہوتی ہے، اس لئے ایک بکری بچانے کی خاطر جمع نہ کیا جائے، اور اس کے برعکس ایک جمع ریوڑ کو متفرق نہ کیا جائے، مثلاً ایک آدمی کے پاس چالیس بکریاں ہوں جس میں ایک بکری واجب زکاۃ ہے لیکن اگر اس کو متفرق کر دیا جائے، اور بیس بیس کی الگ ریوڑ بنا دیا جائے تو اس میں کوئی زکاۃ نہیں کیونکہ وہ نصاب کو نہیں پہنچا۔

☆اگر بکریاں مشترکہ ہوں یعنی کئی لوگوں کی ملکیت کی ہوں، اور وہ ایک ساتھ چرتی ہوں، اور ایک ساتھ رہتی ہوں، تو انہیں ایک ہی مالک کا شمار کیا جائے گا، اور اگر وہ نصاب کو پہنچ جاتی ہیں ان جملہ بکریوں میں بغیر تفریق ایک ساتھ زکاۃ نکالی جائے گی۔

☆فقہائے امت نے بھینس کو گائے کی ایک قسم مانا ہے، چونکہ اہل عرب میں یہ جانور معروف نہیں تھا اس لئے شیخ ابن عثیمین کے قول کے مطابق اللہ نے قرآن میں اس کا تذکرہ نہیں کیا، اس لئے زکاۃ میں اس کا حکم گائے ہی کی طرح ہے، اور یہ ایک قیاس کی بنیاد پر ہے کیونکہ اس سلسلے میں کوئی بھی نہ قرآن کی آیت ہے اور نہ ہی کوئی صحیح اثر وغیرہ۔

## زکاۃ نکالنے کے آداب

زکاۃ عبادتوں میں سے ایک عظیم عبادت ہے، جو دلوں کو طہارت بخشتی ہے اور مالوں کو تباہی و بربادی سے بچاتی ہے، اس لئے جب اسے نکالا جائے تو اس سے مقصود خوشنودی الٰہی ہو، اور اسے صحیح وقت پر بطیب خاطر نکالا جائے، اور اچھے و عمدہ مال سے نکالا جائے جو زکاۃ پانے والے کو شاداں کر دے، اپنے حق میں اس مال کو حقیر سمجھے تاکہ اپنے آپ کو خود پسندی سے بچالے، اور اسے چھپا کے دے تاکہ ریا سے اپنی حفاظت کر لے، اور اس واجب کے احیاء، اور مالداروں کو ترغیب دلانے کی خاطر کبھی کبھار اعلانیہ بھی دے، اپنے صدقات و زکوات کو احسان جتلا کر اور ایذاء پہنچا کر اسے خاک میں نہ ملائے، بلکہ اس کی ادائیگی پر اپنے قلب و نفس میں فرحت و شادمانی کی لذت محسوس کرے۔

## زکاۃ نکالنے کے مسائل

☆جب زکاۃ کے وجوب کا وقت آجائے تو بلا تاخیر زکاۃ نکالنا واجب ہے۔

☆آدمی جب نصاب کا مالک ہو جائے تو چاہے وہ مویشی ہو یا سامان تجارت یا سونا چاندی یا کیش زکاۃ کو جلدی ادا کرنا جائز ہے۔

☆الگ الگ وقت میں کسی کے پاس مال آئے جیسے تنخواہ، گھر وزمین کے کرائے، تو ہر مال پر سال گذرنے کے بعد زکاۃ ادا کرے، اور اگر اس کا جی چاہے تو تمام اموال کی زکاۃ سال کے کسی ایک مہینہ جیسے رمضان میں نکالے، یہ بڑے اجر کا باعث ہے۔

☆اگر قرض کا مال کسی مضبوط مالدار کے پاس ہے تو سالانہ قرض دینے والا اس مال سے خود زکاۃ نکالے، اور اگر قرض کا مال کسی تنگ دست یا ٹال مٹول کرنے والے شخص کے پاس ہے تو جب وہ مال اسے حاصل ہو تو اس میں صرف ایک سال کی زکاۃ ادا کرے، اور یہی حکم چوری ہوئے مال کا ہے جب وہ حاصل ہو، اور غصب کیا ہو مال اور گم شدہ مال کا ہے جب وہ مل جائے۔

☆اگر کسی شخص کا مال قرض کسی ایسے شخص کے پاس ہو جو اس مال قرض کے واپسی کی استطاعت نہیں رکھتا ہے تو اس قرض دینے والے شخص کے لئے جائز نہیں کہ زکاۃ کی نیت کر کے اس سے اس قرض کو ساقط کردے۔

☆اگر کسی نے کسی کو مالی قرض دیا تو اس کی زکاۃ اس قرض لینے والے پر ہے جب تک کہ وہ صاحب مال کو واپس نہ کردے۔

☆عورت کا مال مہر اگر نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر ایک سال گذر جائے تو اس پر زکاۃ دینا عورت پر واجب ہے۔

☆اگر کسی عورت نے اپنا مہر لے لیا، اور دخول سے پہلے اس کے شوہر نے طلاق دے دی، اور وہ مال مہر نصاب کو پہنچا ہو اور اس پر ایک سال بھی گذر گیا ہو تو عورت پر آدھا مہر ہے، وہ اپنے آدھے مہر سے زکاۃ ادا کرے گی، اور آدھے سے اس کا شوہر ادا کرے گا۔

☆آدمی اگر چاہے تو مال زکاۃ کو ایک ہی شخص کو دے دے یا چاہے تو اسے کئی مسکینوں میں الگ الگ تقسیم کردے۔

☆اگر حکمران مالداروں سے زکاۃ کا مال طلب کریں، تو اسے دینا واجب ہے، اور آپ بری الذمہ ہو جائیں گے۔

☆جو مال ٹیکس کی شکل میں دیا جائے اسے زکاۃ شمار نہیں کیا جا سکتا، جیسے ملکوں کے درمیان درآمد یا برآمد کے وقت کسٹم فیس وغیرہ۔

## زکوۃ کے مصارف

زکاۃ کے آٹھ مصارف ہیں جنہیں اللہ تعالی نے قرآن کریم کی اس آیت میں بیان فرمایا ہے:

﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱلۡعَٰمِلِينَ عَلَيۡهَا وَٱلۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمۡ وَفِي ٱلرِّقَابِ وَٱلۡغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱبۡنِ ٱلسَّبِيلِۖ فَرِيضَةٗ مِّنَ ٱللَّهِۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٞ﴾(التوبة:٦٠)۔

''صدقے صرف فقیروں کے لئے ہیں،اور مسکینوں کے لئے،اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے،اور ان کے لئے جن کے دل پرچائے جاتے ہوں،اور گردن چھڑانے میں،اور قرض داروں کے لئے،اور اللہ کی راہ میں،اور راہرو مسافروں کے لئے،فرض ہے اللہ کی طرف سے،اور اللہ علم وحکمت والا ہے''۔

۱-فقراء: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی معیشت میں اپنی کفایت کی روزی نہیں پاتے ہیں یا اس کے کچھ حصے انہیں میسر ہوتے ہیں ۔

۲-مساکین: یہ وہ لوگ ہیں جو فقراء کے بنسبت اپنی معیشت میں زیادہ تر اپنی کفایت کیلئے روزی پاتے ہیں، لیکن سال پورے ہونے تک نہیں،اس لئے انہیں زکاۃ اتنی مقدار میں دی جائے جس سے ان کے سال بھر کا مسئلہ حل ہو جائے۔

۳-عاملین : یہ وہ لوگ ہیں جو زکاۃ کی وصولی اور اس کی حفاظت اور تقسیم پر مامور ہیں،تو انہیں ان کی مقررہ اجرت زکاۃ کے فنڈ سے دی جائیگی،اور اگر انہیں تنخواہ سرکاری طور پر مل رہی ہے تو انہیں کچھ بھی نہیں دیا جائے گا۔

۴- تالیف قلب: تالیف قلب میں مسلمان بھی ہو سکتے ہیں اور کفار بھی، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی قوم کے سردار ہیں جن کی امداد کرنے پر یہ امید ہو کہ وہ مسلمان ہو جائیں گے، یا ان کے شر سے محفوظ رہنا ممکن ہو سکے گا، یا وہ مسلم افراد

ہیں جن کی امداد کرنے پر یہ امید ہو کہ ان کا ایمان مضبوط ہو جائے گا، یا ان کو دیکھ کر دوسرے لوگ مسلمان ہو جائیں گے، اور یہ ضرورت کے پیش نظر ہے۔

۵- گردن آزاد کرانے میں : ایسے غلام جنہوں نے اپنے مالک سے اپنی آزادی کیلئے سودا کر لیا ہے، مگر ان کے پاس اتنی دولت نہ ہو یا پھر مسلم قیدی، تو ایسے لوگوں کو زکاۃ کا مال دیکر آزاد کیا جائے۔

۶-تاوان والے اور قرض دار لوگ: اس کی دو شکل ہے، ایک یہ کہ دو فریقوں کے درمیان صلح کرانے میں اس پر قرض چڑھ گیا ہو ، ایسے شخص کو زکاۃ کے فنڈ سے اتنی رقم دی جائے جس سے اس کا قرض ادا ہو جائے، اور دوسرا وہ شخص جس نے خود اپنے لئے قرض لیا ہو، اور اس کی ادائیگی کی اس میں طاقت نہ ہو۔

۷-اللہ کی راہ میں :-غازی، مجاہد، جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوں تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، اور اس میں دعوت و تبلیغ کرنے والے بھی داخل ہیں۔

۸-مسافر کیلئے- اس سے وہ مسافر مراد ہے جس کا زاد سفر راستے میں ختم ہو گیا ہو، اور اس کے پاس اتنا زاد راہ نہ ہو جس سے وہ اپنے گھر یا وطن واپس آسکے، تو ایسے شخص کو زکاۃ کے فنڈ سے اتنا مال دیا جائے گا جس سے اس کے سفر کی ضرورت پوری ہو جائے، چاہے وہ اپنے وطن میں مالدار ہی کیوں نہ ہو۔

## مصارف زکوۃ کے متعلق چند مسائل

☆قرآن کریم نے زکاۃ کے جن آٹھ مستحقین کا ذکر کیا ہے صرف انہیں کو زکاۃ دینا جائز ہے، ان کے علاوہ لوگوں کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔

☆اہل زکوۃ میں سے صرف ایک قسم پر زکاۃ صرف کرنا جائز ہے، البتہ آٹھوں اصناف پر اس کو بانٹ دینا مستحب ہے۔

☆ جس کی آمدنی ماہانہ دو ہزار روپئے ہوں اور اس کے اخراجات تین ہزار ہوں تو بقدر ضرورت اسے مال زکاۃ میں سے دیا جاسکتا ہے۔

☆جو شخص فرض حج ادا کرنا چاہے اور اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو زکاۃ کے فنڈ سے اس کی مدد کرنا جائز ہے۔

☆اگر کوئی نوجوان شادی کر کے پاک دامنی اختیار کرنا چاہتا ہے، اور وہ محتاج ہے تو زکاۃ کے فنڈ سے شادی کے لئے اس کو مال دیا جاسکتا ہے، اور اسی طرح میت کا قرض ادا کرنے کے لئے بھی زکاۃ کے فنڈ سے دیا جاسکتا ہے۔

☆مسکین رشتہ دار کو زکاۃ دینے میں صدقہ اور صلہ رحمی دونوں کا ثواب ہے۔

☆محتاج رشتہ داروں کو زکاۃ دینا جائز ہے جن کے نان ونفقہ کی ذمہ داری آدمی پر نہ ہو جیسے بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ وغیرہ، اور جن رشتہ داروں کو نہیں دے سکتے وہ یہ ہیں، ماں باپ، بیوی واولاد۔

☆اگر بیوی مقروض ہو یا اسے کفارہ ادا کرنا ہو تو شوہر اسے زکاۃ کے فنڈ سے دے سکتا ہے، البتہ بیوی اپنی زکاۃ اپنے محتاج شوہر کو دے سکتی ہے۔

☆بنو ہاشم (آل علی بن ابی طالب، آل عقیل بن ابی طالب، آل جعفر بن ابی طالب، آل عباس بن عبد المطلب، آل حارث بن عبد المطلب) اور ان کے غلاموں کو زکاۃ دینا جائز نہیں تاکہ ان کی تکریم ہو، کیونکہ زکاۃ کا مال لوگوں کا میل کچیل ہے۔

☆ تالیف قلب کے طور پر کافر کو زکاۃ دینا جائز ہے، اپنے غلام کو بھی زکاۃ دینا جائز نہیں الا یہ کہ وہ مکاتب ہو۔

☆اگر زکاۃ نکالنے والے کو یہ پتہ چل جائے کہ فلاں آدمی زکاۃ کا مستحق ہے، اور وہ زکاۃ قبول کرتا ہے تو زکاۃ دیتے وقت اسے یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ زکاۃ ہے، لیکن اگر اسے اس کا علم نہ ہو تو اسے بتادے کہ یہ زکاۃ ہے۔

☆خیری اداروں اور یتیم خانوں کو زکاۃ دینا جائز ہے، جس میں نو مسلموں اور یتیموں کی پرورش ہوتی ہو۔

# صدقہ فطر کا بیان

صدقہ فطر روزہ دار کو لغو اور رفث (بیہودہ اور بری حرکتوں) سے پاک کرتا ہے، اور مسکینوں اور فقیروں کیلئے غذا اور خوراک ہے تاکہ وہ اسے پاکر عید کے روز لوگوں کی سامنے دست سوال دراز کرنے سے بے نیاز ہو جائیں، اور مالداروں کے دوش بدوش عید کی فرحت و مسرت میں شرکت کر سکیں، جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر روزہ داروں کو لغو و فحش گوئی سے پاک کرنے اور مسکینوں کے لئے کھانا مہیا کرنے کے لئے فرض کیا ہے، پس جس نے عید نماز سے پہلے اسے ادا کیا اس کا صدقہ فطر مقبول ہوا، اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ مانا جائے گا۔ (ابوداود: ۱۶۰۹، ابن ماجہ: ۱۸۲۷، حسن)

## صدقہ فطر کا حکم:

صدقہ فطر ہر مسلمان پر چاہے وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو غلام، چھوٹا ہو یا بڑا واجب ہے ، جب اس کے پاس ایک دن کا خوراک اپنے لئے اور جس کی کفالت اس پر لازم ہے اس کے لئے موجود ہو۔

## صدقہ فطر نکالنے کا وقت:

عیدالفطر کی رات سورج ڈوبنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے، اور یہ نماز عید سے پہلے پہلے تک ادا کرنا چاہیے، اور افضل وقت یہ ہے کہ عید کے دن نماز عید سے پہلے نکالا جائے۔

## صدقہ فطر کی مقدار:

صدقہ فطر ہر اس چیز سے نکالا جاسکتا ہے جو شہر کے بسنے والوں کی اصل خوراک ہو جیسے گیہوں چاول، کھجور، مکئی، جو، پنیر وغیرہ، اور ان میں افضل وہ ہے جو فقیر کے لئے زیادہ نفع بخش ہو۔

صدقہ فطر کی مقدار ہر ایک شخص کی طرف سے ایک صاع ہے، جو موجودہ وزن کے حساب سے تقریباً ڈھائی کیلو کے آس پاس ہے۔

# صدقہ فطر کے مسائل

☆زکاۃ فطر عید سے ایک یا دو دن پہلے نکالنا جائز ہے لیکن اس سے اور پہلے نکالنا درست نہیں۔

☆بلا کسی عذر شرعی عید کے بعد زکاۃ فطر نکالنے سے وہ گنہ گار ہوگا،اور نکالا گیا صدقہ فطر عام صدقہ کے درجہ میں ہوگا ،اور اگر کسی معقول عذر کی بنا پر صدقہ فطر نکالنے میں تاخیر ہوئی تو قضا کی حیثیت سے کوئی حرج نہیں۔

☆کسی خیری جماعت کو زکاۃ فطر نکالنے میں وکیل بنانا جائز ہے، بایں طور کہ اسے زکاۃ فطر کی قیمت ادا کر دی جائے اور وہ آپ کی طرف سے غلہ خرید کر مساکین میں نماز عید سے پہلے پہلے تقسیم کر دے۔

☆حمل کی طرف سے زکاۃ فطر دینا ایک مستحب عمل ہے۔

☆زکاۃ فطر کیش کی شکل میں دینا جائز نہیں، بلکہ یہ خلاف سنت ہے، کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے بھی زکاۃ فطر قیمت کی شکل میں نکالنا منقول نہیں۔

☆جہاں روزے دار کا روزہ اختتام پذیر ہو وہیں زکاۃ فطر ادا کرے، اور یہ وہیں کے فقراء و مساکین کا حق ہے، لہذا اس کا دوسرے ملک منتقل کرنا جائز نہیں۔

☆اگر کوئی شخص ایسے ملک میں ہو جہاں کوئی بھی صدقہ فطر کا حقدار نہ ملے تو اس سے قریب ملک میں اسکے منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

☆صدقہ فطر عید کی نماز سے پہلے پہلے اس کے حقدار تک پہنچنا واجب ہے۔

# نفلی صدقہ وخیرات کا بیان

اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کی خاطر مال کے ذریعہ غیروں پر احسان وہمدردی کرنے کو نفلی صدقہ کہتے ہیں، اس میں اسلام نے اچھے کاموں کے لئے مال خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، اور غریبوں، بے کسوں، اور محتاجوں کی دیکھ ریکھ اور ان کی پرورش کی ترغیب دی ہے، اور اس پر بڑے اجر وثواب کا وعدہ کیا ہے، اس سے اللہ کا غضب بجھتا ہے اور بری موت سے نجات ملتی ہے۔

## صدقہ کی فضیلت:

صدقہ کا مقام ومرتبہ بیان کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا: ﴿ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمۡوَٰلَهُم بِٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ سِرّٗا وَعَلَانِيَةٗ فَلَهُمۡ أَجۡرُهُمۡ عِندَ رَبِّهِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ ﴾(البقرة:٢٧٤)۔

”جو لوگ اپنے مالوں کو رات دن چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور نہ انہیں خوف ہے اور نہ غمگینی“۔

صدقہ کی فضیلت میں ایک بڑی اہم حدیث جسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلاَ يَقْبَلُ اللَّهُ إِلا الطَّيِّبَ، وَإِنَّ اللَّهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الجَبَلِ» (بخاری :١٤٥٩ و مسلم :٩٧٩)”جس نے حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا، اور اللہ تعالی حلال کمائی ہی کو قبول کرتا ہے، تو اللہ تعالی اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے، پھر صدقہ دینے والے کے فائدہ کے لئے اسے ایسے ہی پالتا ہے جیسے تم میں سے کوئی بچھڑا پالتا ہے، یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے مانند ہو جاتا ہے“۔

**بلاضرورت مانگنے پر سزا:**

موجودہ دور میں گداگری ایک پیشہ کی شکل اختیار کر گیا ہے،اس کی ہر طرح سے روک تھام کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ اس سے حقیقی حقدار محروم ہو جاتا ہے،اس کی سنگینی کو ایک حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ، حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ القِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ»(بخاری :١٤٧٤ و مسلم :١٠٤٠) ''ایک آدمی برابر لوگوں سے مانگتا رہتا ہے،یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا''۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:«مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ»( مسلم :١٠٤١)

''جو شخص مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے مانگے،وہ(گویا)آگ کا انگارہ مانگ رہا ہے،پس چاہے وہ کم مانگے یا زیادہ مانگے''۔

**صدقہ کے آداب:**

صدقہ عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے،اس لئے دیگر عبادات کی طرح اس کے بھی آداب و شروط ہیں جن کا پاس و لحاظ رکھنا ضروری ہے،اسی اہمیت کے پیش نظر یہاں چند آداب حوالہ قرطاس کئے جا رہے ہیں۔

☆صدقہ محض اللہ کی خالص خوشنودی کے لئے ہو،اور اس میں شہرت وریا کا ادنی شائبہ بھی نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَيُطْعِمُونَ ٱلطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝٨ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ ٱللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَآءً وَلَا شُكُورًا ﴾(الانسان:٨ -٩)۔''اور اللہ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں، مسکین، یتیم اور قیدیوں کو☆ہم تو تمہیں اللہ کی رضامندی کے لئے کھلاتے ہیں،نہ تم سے بدلہ چاہتے اور نہ شکر گذاری''۔

☆صدقہ حلال و پاکیزہ کمائی سے دی جائے،اس لئے کہ اللہ پاک ہے اور پاکیزہ چیز کو ہی قبول فرماتا ہے جیسا کہ خود اللہ نے فرمایا: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَنفِقُواْ مِن طَيِّبَٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ ﴾ (البقرۃ: ٢٦٧)۔

’’اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لئے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو‘‘۔

☆جو چیزیں صدقہ کو باطل کر دیتی ہیں اس سے دور رہنا جیسے احسان جتلانا، تکلیف دینا وغیرہ، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُبْطِلُوا۟ صَدَقَـٰتِكُم بِٱلْمَنِّ وَٱلْأَذَىٰ كَٱلَّذِى يُنفِقُ مَالَهُۥ رِئَآءَ ٱلنَّاسِ ﴾(البقرة: ٢٦٤)۔ ’’ اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتلا کر او رایذاء پہنچا کر بر باد نہ کرو، جس طرح کہ وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرلے‘‘۔

☆صدقہ چھپا کر دینا بہتر ہے، البتہ اگر مصلحت کا تقاضا ہے تو ظاہر کرکے دینا بھی درست ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ إِن تُبْدُوا۟ ٱلصَّدَقَـٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا ٱلْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّـَٔاتِكُمْ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴾(البقرة: ٢٧١)۔’’اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے، اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اللہ تعالی تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا، اور اللہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے‘‘۔

## صدقہ وخیرات کے مسائل

☆ماہ رمضان وماہ ذی الحجہ میں صدقہ دینا افضل ہے، ایسے ہی صحت کی حالت میں اور تنگ حالی کی حالت میں صدقہ کرنا بھی افضل ہے۔

☆نبی ﷺ اور بنی ہاشم کے لئے واجب مال زکاۃ حلال نہیں، اور نبی کے لئے نفلی صدقہ بھی حلال نہیں، البتہ بنی ہاشم اگر فقیر ہیں تو ان کے لئے نفلی صدقہ جائز ہے۔☆اگر کوئی مشرک اسلام قبول کرلے تو عہد شرک میں دیا ہوئے صدقے کا اسے اجر ملے گا۔☆توبہ کے وقت حسب استطاعت مال کا صدقہ کرنا مستحب ہے۔

☆تالیف قلب اور بھوکمری سے بچانے کی خاطر سلامتی پسند غیر مسلم کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے۔

☆خاوند کی رضامندی کی صورت میں بیوی اپنے شوہر کے مال سے نفلی صدقہ کرسکتی ہے۔

# روزے کا بیان

صیام کا لغوی معنی: رکنا۔

صیام کا شرعی معنی: صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزہ کی نیت سے اللہ کی رضا کی خاطر کھانے پینے اور بیوی سے ہمبستری کرنے سے اور سارے مفطرات سے رکے رہنا۔

## روزہ کی مشروعیت کی چند حکمتیں:

روزہ کے کئی ایمانی، معاشرتی اور جسمانی فائدے ہیں، چند ایک کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے۔

۱-روزہ حصول تقوی کا وسیلہ ہے جس سے انسان حرام کاموں سے بچ کر اچھے کام بجالاتا ہے۔

۲-روزہ آدمی کو صبر وضبط کا عادی بناتا ہے، سرکشی سے باز رکھتا ہے، ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے اور پریشانیوں پر صبر کرنے کی مشاقی سکھاتا ہے۔

۳-روزہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی تکلیف کا احساس دلاتا ہے، اور اسے فقیر ومحتاج کی امداد پر آمادہ کرتا ہے، جس کی بدولت معاشرے میں محبت واخوت کی فضا قائم ہوتی ہے۔

۴-روزہ نفس کو پاکیزگی وطہارت عطا کرتا ہے، اور اسے برے اخلاق وعادات سے باز رکھتا ہے۔

۵-روزے سے معدے کو راحت ملتی ہے، اور اس کی سرگرمی لوٹ آتی ہے، اور اس میں قوت وعافیت پیدا ہوتی ہے۔

۶-روزے سے آخرت کی تڑپ وجستجو اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔

## ماہ رمضان کے روزے کی فرضیت:

ماہ رمضان کا روزہ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے چوتھا رکن ہے، اس روزے کی عظمت وشرف کی بنا پر اللہ نے اسے ماہ رمضان سے جوڑ دیا، اور سن دو ہجری میں اس کو فرض قرار دیا، اور اس کی عظمت کے پیش نظر اس کو پہلی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا، خود نبی اکرم ﷺ نے نو سال تک ماہ رمضان کا روزہ رکھا۔

## رمضان کے روزے کا حکم:

ماہ رمضان کا روزہ ہر عاقل، بالغ، روزہ رکھنے پر قادر، اور مقیم مسلمان پر واجب ہے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اگر کوئی مانع نہ ہو اور یہ شرط عورت کے لئے خاص ہے (جیسے حالت حیض و نفاس)، اللہ تعالی نے اس امت پر روزہ اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح گذشتہ امتوں پر فرض کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ﴾(البقرة: ١٨٣)- ''اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم تقوی اختیار کرو''۔

دوسری جگہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُۖ ﴾ (البقرة: ١٨٥)-
''تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے''۔

ایک حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: « بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ »(بخاری :٨ و مسلم :١٦) ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، (١) اس بات کی گواہی دینا کہ نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر صرف ایک اللہ، اور محمد اللہ کے سچے رسول ہیں، (٢) اور نماز قائم رکھنا، (٣) اور زکاۃ ادا کرنا، (٤) اور حج کرنا، (٥) اور رمضان کا روزہ رکھنا''۔

## ماہ رمضان کی فضیلت:

جب ماہ رمضان جلوہ فگن ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور اللہ تعالی بہت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے، اور اس ماہ میں ایک ایسی بھی رات ہے جو ایک ہزار مہینوں کی رات سے افضل ہے، اس مہینے کی فضیلت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: « إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ »(بخاری :٣٢٧٧ و مسلم :١٠٧٩)

" جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں"۔

## روزے کی فضیلت:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:« كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ، فَلا يَرْفُثْ يَوْمَئِذٍ وَلا يَسْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ » (بخاری :١٨٩٤ و مسلم :١١٥١) .

" ابن آدم (انسان) کا ہر عمل اس کیلئے ہے سوائے روزہ کے، کیوں کہ وہ میرے لئے ہے، اور میں ہی اسے اس کا بدلہ دوں گا، اور یہ روزہ ایک بچاؤ اور ڈھال ہے، تو جب تم میں سے کسی شخص کے روزہ کا دن ہو تو اسے چاہئے کہ اس دن میں اپنی بیوی سے ہمبستری نہ کرے، اور نہ ہی گالی گلوج بکے، اگر کوئی شخص اسے گالی دیتا ہے یا اس سے خوں ریزی وقتال کرتا ہے تو اس سے کہے کہ میں روزہ سے ہوں، اس ذات (اللہ) کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، یقینا روزہ دار کے منھ کی بو اللہ کے نزدیک بروز قیامت مشک وکستوری کی مہک اور خوشبو سے کہیں زیادہ بڑھ کر بہتر اور افضل ہے، روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ شاداں ہوتا ہے، ایک خوشی اس وقت ملتی ہے جب وہ افطاری کرتا ہے، اور دوسری خوشی اس وقت ملے گی جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا، تو وہ اپنے روزہ کی وجہ سے مگن ہو جائے گا"۔

ایک دوسری حدیث میں روزوں کی فضیلت کچھ اس انداز میں بیان کی گئی ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:«مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»(بخاری :١٩٠١ و مسلم :٧٦٠) "جس نے رمضان کا روزہ ایمان اور احتساب یعنی خالص ثواب کی نیت سے رکھا تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں"۔

## ماہ رمضان کے داخل ہونے کا ثبوت:

ماہ رمضان کی آمد کی جانکاری دو طریقوں سے حاصل کی جاسکتی ہے:

۱- ماہ رمضان کا چاند دیکھ کر، یا اس کے دیکھنے پر کسی ایک عادل و شاہد و تیز و قوی نگاہ والے مسلمان کی گواہی کی بنا پر چاہے وہ مرد ہو یا عورت جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُۖ﴾ (البقرة: ۱۸۵)۔ "تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے"۔

۲-جب رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو ماہ شعبان کو کامل تیس دن بنائیں جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلاَثِينَ» (بخاری: ۱۹۰۹ و مسلم: ۱۰۸۱) "چاند دیکھ کر روزہ رکھو، اور اسے دیکھ کر افطار کرو، اگر تم پر بدلی چھا جائے، اور چاند دکھائی نہ پڑے، تو شعبان کے تیس (۳۰) دن پورے کرلو"۔

## چاند دیکھنے کا حکم:

کسی بھی ذرائع سے ماہ رمضان کی آمد کا پتہ چل جائے تو روزہ رکھنا واجب ہے، اگر کسی بدلی کے سبب شعبان کی تیسویں رات کو رمضان کا چاند نہیں دکھا، اور لوگوں نے صبح روزہ نہیں رکھا، اور پھر اٹھائیس (۲۸) رمضان کو ہی شوال کا چاند نظر آگیا، اور لوگوں نے روزہ ختم کر کے عید منائی، تو ان پر عید کے بعد ایک دن کا روزہ لازم ہے۔

## روزہ کی نیت کا حکم:

رمضان کے روزوں کے لئے رات میں طلوع فجر سے پہلے نیت کرنا واجب ہے، البتہ نفل روزوں کے لئے دن میں بھی نیت کرنا جائز ہے، اگر طلوع فجر کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو یا جماع نہ کیا ہو۔

☆جب رات کو فرض روزے کا علم نہ ہو سکے تو دن میں اسکی نیت کرنا درست ہے، ایسے ہی جیسے چاند نکلنے کا پختہ ثبوت دن میں ملے تو دن کا اتنا حصہ روزہ رکھے، اور اس پر قضا لازم نہیں، کیونکہ اس واجب کا علم ہونے کے بعد اس کا آغاز کیا ہے۔

☆ پاگل جب ٹھیک ہو جائے، بچہ جب جوان ہو جائے، کافر جب مسلمان ہو جائے، تو یہ واجب دن میں جس وقت آئے ان کا دن کے اسی حصہ میں نیت کرنا کافی ہو گا گرچہ وہ اس سے پہلے کھائے پیئے ہوں، اور ان پر کوئی قضا نہیں۔

☆ جس نے شعبان کی تیسویں رات یہ کہہ کر سویا کہ اگر کل رمضان ہو گا تو میں روزہ رکھوں گا، پھر صبح یہ معلوم ہوا کہ رمضان ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

**روزے کے ارکان:**

(۱) نیت کا ہونا (۲) روزہ توڑنے والی چیزوں سے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک رک جانا۔

**روزے کی شرطیں:**

(۱) اسلام کا ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عقل والا ہونا (۴) مقیم ہونا

(۵) پانچویں شرط عورتوں کے لئے خاص ہے وہ یہ کہ کوئی مانع نہ ہو جیسے حیض اور نفاس۔

**روزہ کو فاسد اور توڑ دینے والی چیزیں:**

روزہ توڑنے والی چیزیں عموماً دو نوعیت کی ہوتی ہیں:

☆ وہ بدن میں داخل ہو کر غذائیت اور تقویت کی باعث بنتی ہیں جیسے کھانا یا پینا، یا مریض کو خون چڑھانا وغیرہ، یا ایسی چیزیں جو بدن کو نقصان پہنچاتی ہیں جیسے خون پینا یا نشہ والی چیزیں پینا۔

☆ یا جسم سے نکلنے کی وجہ سے کمزوری و نقاہت لاحق ہونا جیسے جماع کرنا، حلق کرنا، حیض اور نفاس کا خون نکلنا۔

(۱) رمضان میں دن کے وقت جان بوجھ کر کھانا اور پینا۔ (۲) رمضان میں دن کے وقت جماع یعنی ہمبستری کرنا۔

(۳) جان بوجھ کر قے کرنا۔

(۴) رمضان میں دن کے وقت بیداری کی حالت میں وطی، بوس و کنار، یا کسی بھی طریقے سے منی نکالنا۔

ملاحظہ: یہ مندرجہ بالا چیزیں جو روز توڑ دینے والی ہیں ان کے لئے یہ شرط ہے کہ ان چیزوں کا اسے علم ہو، اسے ان پر مکمل اختیار ہو، اور عمداً یعنی جان بوجھ کر اسے کرے۔

(۵) رمضان میں دن کے وقت حیض یا نفاس کا خون نکلنا۔(۶) زیادہ مقدار میں بدن سے خون کا نکلوانا۔
(۷) روزہ توڑ دینے کی نیت کر لینا۔(۸) طاقت والا انجکشن لگوانا۔ (۹) مرتد ہونا۔
(۱۰) رمضان میں دن کے وقت ڈایلیسز (Dialysis) کرانا۔

## جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

☆ سرمہ لگانا، عام انجکشن لگوانا، آدمی کے پیشاب نکلنے کے سوراخ میں دوا ٹپکانا، پاخانہ کے راستے میں دوا رکھنا، زخموں پر مرحم پٹی کرنا، خوشبو یا تیل لگانا، دھونی دینا، مہندی لگانا، آنکھ کان اور ناک میں دوا کا قطرہ ڈالنا، خود سے قے ہونا، پچھنا لگوانا، جانچ کے لئے خون نکلوانا، نکسیر پھوٹنا، زخموں سے خون نکلنا، دانت نکلوانا، مذی و ودی کا نکلنا، دمہ میں اسپرے (Spray) کا استعمال کرنا، بھول کر کھا پی لینا، سونے کی حالت میں احتلام ہونا، مسواک کرنا، جو اپنے نفس پر قابو رکھے اس کا اپنی بیوی کا بوسہ لینا اور مباشرت کرنا، ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا، تھوک نگلنا، میک اپ کرنا، بدن کو ٹھنڈا کرنے کے لئے غسل کرنا، دل کا دورہ پڑنے سے بچنے کے لئے زبان کے نیچے ٹیبلیٹ رکھنا، دوربین کے ذریعہ معدہ کے اندرونی تصویر کشی (Gastroscopy) سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، کسی عضو کو بے حس بنانے کے لئے انجکشن دینا، یا رگ میں انجکشن دینا یا خشک سوئی چمڑے کے اندر ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، بسا اوقات مکھی کے منہ میں اندر جانے سے روزے پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

# روزے کی سنتیں

### ۱-سحری کھانا :

سحری کھانے میں برکت ہے،اوراذان فجر سے کچھ پہلے تک اس کوتاخیر کرنا مسنون ہے،اور مومن کی عمدہ سحری کھجور ہے،اوراس میں اہل کتاب کی مخالفت بھی ہے۔

### ۲-روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :«لاَ يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الفِطْرَ»(بخاری :۱۹۵۷ و مسلم :۱۰۹۸)

”لوگ جب تک افطار کرنے میں جلدی کریں گے ہمیشہ خیر وعافیت میں رہیں گے“۔

بہتر یہ ہے کہ کھجور سے افطار کرے،اوراگر میسر نہ ہو تو پانی سے اوراگر پانی بھی میسر نہ تو کھانے پینے کی جو بھی حلال چیز میسر آئے اسی سے افطار کرلے،اوراگرافطار کے وقت کچھ بھی حاصل نہ ہو تو صرف دل سے نیت افطار ہی کافی ہے ،کھجور سے افطار کرناجہاں عبادت ہے وہیں غذا بھی ہے اور میوہ اور دوا بھی ہے۔

### ۳-روزہ افطار کرانے کا ثواب :

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا» (سنن ترمذي :۸۰۷ و سنن ابن ماجه:۱۷٤٦، حَسَنٌ صَحِيحٌ)

” جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا،اسے بھی اتنا اجر ملے گا جتنا اجر روزہ دار کے لئے ہوگا،اور روزہ دار کے اجر سے کچھ بھی کمی نہیں کی جائے گی“۔

### ۴- کثرت سے ذکر ودعا اور تلاوت قرآن کرنا:

ایک روزے دار کے لئے یہ بہت اہم ہے کہ وہ اپنا بیشتر اوقات قرآن کریم کی تلاوت وتدبر میں گذارے،اور ذکر و اذکار کا خصوصی اہتمام کرے،اور بالخصوص رسول اکرم ﷺ سے ثابت اس دعا کو افطار کے بعد ضرور پڑھا کرے :

«ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ، وَثَبَتَ الأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ»(ابو داود:٢٣٥٧، حَسَنٌ) "پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہو گئیں، اور روزے کا اجر ان شاءاللہ ثابت ہو گیا"۔

**۵-مسواک کرنا:**

روزے دار دن کے شروع حصہ میں یا چاہے تو دن کے آخری حصہ میں مسواک کرے، دونوں صورتوں میں مسواک کرنا بحالت روزہ مسنون ہے، اور مسواک بھی چاہے سوکھا ہو یا گیلا ہو اس سے کوئی مضائقہ نہیں، اور جن لوگوں کا یہ موقف ہے کہ زوال کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے، یہ موقف صحیح نہیں ہے کیونکہ جس روایت کی روشنی میں یہ بات کہتے ہیں وہ ضعیف اور ناقابل استدلال ہے، ملاحظہ ہو (ارواء الغلیل للالبانی:٦٧)۔

**٦-روزے دار کا لڑنے جھگڑنے سے اعراض کرنا:**

روزے دار کو جب کوئی برا بھلا کہے یا اس سے مار پیٹ پر اتر آئے تو روزے دار کا یہ کہنا میں روزے سے ہوں، میں روزے سے ہوں، اس کا ایسا کہنا مسنون ہے۔

**۷-کثرت سے نیکی کرنا:**

ماہ رمضان کو غنیمت جانتے ہوئے اس میں کثرت سے بھلائی کا کام کرنا جیسے لوگوں کو دینی بات بتانا، خلاف شریعت ہونے والے کاموں سے لوگوں کو روکنا، کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا، محتاجین اور ضرورت مندوں کی خبر گیری کرنا، توبہ و استغفار کرنا، صلہ رحمی کرنا، مریضوں کی عیادت کرنا وغیرہ۔

### ۸-صلاۃ تراویح پڑھنا:

ماہ رمضان کی راتوں میں صلاۃ عشاء کے بعد صلاۃ تراویح مع وتر گیارہ رکعت پڑھنا ہی سنت ہے، اور یہی رسول اکرم ﷺ سے رمضان و غیر رمضان میں ثابت ہے، لیکن اگر کوئی اسے نفلی نماز سمجھ کر کچھ زیادہ پڑھنا چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں، حتی کہ اس کے کم یا زیادہ کسی بھی صورت میں ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں جسے جتنی توفیق ہو وہ اتنی ادا کرلے۔

### ۹-ماہ رمضان میں عمرہ کرنا:

ماہ رمضان میں عمرہ کرنا مسنون ہے، اور اس کی بڑی فضیلت ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

« فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي» (بخاری :۱۸۶۳ و مسلم:۱۲۵۶)

'' رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے ''۔

### ۱۰-ماہ رمضان کے آخری دس راتوں کو جاگ کر عبادت کرنا:

ماہ رمضان کی آخری دس راتوں کو جاگ کر مختلف قسم کی ثابت شدہ عبادت کرنا، پوری پوری رات جاگنا، اہل خانہ کو بیدار کرنا، اور انہیں طاق راتوں میں شب قدر کی جستجو میں رہنا۔

## روزہ کی حالت میں جو چیزیں مکروہ ہیں

☆ کلی کرتے وقت مبالغہ کے ساتھ پانی حلق میں ڈالنا، یا ناک میں مبالغہ کیساتھ پانی چڑھانا۔

☆ جھوٹ بولنا، غلط بات کرنا، غیبت اور چغلخوری کرنا۔

☆ کسی بھی ذریعہ سے شہوت بھڑکانا۔

## جن وجوہات کی بنا پر روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے

☆ سفر ☆ مرض ☆ حیض اور نفاس ☆ حمل والی خواتین ☆ یا دودھ پلانے والی عورتیں ☆ کبر سنی (بوڑھاپا)

☆ کسی شخص کو ہلاکت سے بچانے کیلئے ایک روزہ دار اپنا روزہ توڑ سکتا ہے تاکہ وہ نہ ہلاک ہو جائے۔

## جن ایام کے روزے ممنوع ہیں

۱-دونوں عیدوں کے دن یعنی عید الفطر اور عید الاضحی۔

۲-حیض اور نفاس کے ایام میں روزہ رکھنا۔

۳-ایسا روزہ جس سے اپنی ہلاکت کا خدشہ ہو۔

۴-ایام تشریق یعنی، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ذوالحجہ کی تاریخوں میں، لیکن حج تمتع یا قران کرنے والا اگر قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے یہ ممناعت نہیں ہے۔

۵-شک کے دن کا روزہ، یعنی چاند نظر نہ آنے کی صورت میں تیس شعبان کا روزہ رمضان کے احتیاط کے قصد سے رکھنا۔

۶-صوم دہر یعنی بلاناغہ روزہ رکھنا۔

۷-ماہ رجب کا کامل مہینے کا روزہ رکھنا کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کا شعار ہے۔

۸-خاوند کی اجازت کے بغیر بیوی کا نفلی روزہ رکھنا، لیکن ماہ رمضان کے روزوں یا ماہ رمضان کے روزوں کی قضاء کے لیے اجازت شرط نہیں۔

۹-صرف جمعہ کے دن ہی کا روزہ رکھنا، تاہم اگر اس کے ایک دن پہلے یا بعد میں روزہ کا ارادہ ہو تو جائز ہے۔

۱۰-روزے میں وصال کرنا، یعنی قصداً آدمی دو یا اس سے زیادہ دن تک روزہ افطار نہ کرے، اور مسلسل روزہ رکھے نہ رات کو کچھ کھائے اور نہ ہی سحری کے وقت ہی کچھ کھائے۔

## ماہ رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا

رمضان کے روزے کسی عذر شرعی کی بناپر چھوٹے ہوں تواس کی قضادیناضروری ہے،اوراس کی کئی صورتیں ہیں:

### پہلی صورت:

مسافر، مریض، حیض اور نفاس والی، حمل والی، دودھ پلانے والی عورتوں کے ماہ رمضان کے روزے جب چھوٹ جائیں تووہ ماہ رمضان کے بعد پہلی فرصت میں ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کریں، ان پر صرف اتنے ہی دن کے روزوں کے قضا ہیں جتنے ان سے مذکورہ حالتوں میں چھوٹے ہیں، اور اس کے ساتھ کوئی کفارہ نہیں، اوراس میں آنے والے رمضان تک تاخیر کی جاسکتی ہے۔

### دوسری صورت:

کبرسنی (بوڑھاپے) کی وجہ سے اگر کسی پر ماہ رمضان کا روزہ پر مشقت ہو جائے، اور وہ اس کے روزہ نہ رکھ سکے، یا اسی طرح ایسادائمی مریض جس کے ماہ رمضان کے بعد بھی شفایابی کی کوئی امید نہ ہو جیسے ذیابطیس (Diabetes) کے مریض، یا عارضہ قلب (Heart attack) میں مبتلا مریض توان تمام قسم کے مریضوں کے لئے جو ماہ رمضان کے بعد بھی قضا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے، توان کے ماہ رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں، یعنی آدھا صاع (ڈیڑھ کلو چاول) ہر روزہ کے بدلے ادا کریں۔

### تیسری صورت:

اگر کسی نے شرعی عذر کے بجائے حرام سبب سے ماہ رمضان کا روزہ توڑ دیا، جیسے دن کے وقت جان بوجھ کر جماع کرلیا ، توایسے شخص پراس ٹوٹے ہوئے رمضان کے روزے کی قضااوراس کے ساتھ کفارہ کچھ اس طرح ہے:

☆اس دن کے روزے کی قضا کرے یعنی اس کے بدلے روزہ رکھے۔

☆اور ساتھ ہی ساتھ اس پر کفارہ بھی واجب ہے، اس کا کفارہ ایک گردن آزاد کرنا ہے، اور اگر یہ نہ ہو سکے تو مسلسل دو مہینے کا روزہ رکھنا ہے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ (٦٠) مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، یعنی ہر ایک مسکین کے

عوض آدھا صاع غلہ (ڈیڑھ کلو چاول) ادا کرے، اس حساب سے مجموعی وزن نوے (۹۰) کلو ہوتا ہے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ پائے تو یہ سب اس سے ساقط ہو جائے گا۔

☆مذکورہ امور کے ساتھ ساتھ ماہ رمضان کے دن میں جماع کرنے والے پر توبہ بھی لازم ہے۔

## رمضان کے دن میں ہمبستری کے احکام

☆اگر روزے دار نے رمضان کے دن میں جلق (ہاتھ) کے ذریعہ منی نکالا، یا اپنی بیوی سے مباشرت بغیر جماع سے منی نکالا تو وہ ماہ رمضان کی حرمت کی پامالی کی وجہ سے گنہ گار ہے، اس پر اس دن کے بدلے ماہ رمضان کے بعد قضا واجب ہے، اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے، لیکن ماہ رمضان کی حرمت کی پامالی کے نتیجہ میں اس پر توبہ لازم ہے۔

☆جس نے ماہ رمضان میں سفر کیا اور اس سفر کے دوران روزہ رکھا، پھر اپنی بیوی سے دن میں جماع کر لیا، تو اس پر صرف اس روزے کے بدلے قضا ہے، نہ تو اس پر کوئی کفارہ ہے اور نہ ہی وہ گنہ گار ہے کیونکہ وہ مسافر ہے۔

☆اور اگر کوئی شخص جماع کرنے پر مجبور کر دیا جائے، یا اسے پتہ نہ ہو، یا وہ بھول گیا ہو اور پھر رمضان کے دن میں جماع کر بیٹھے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، اور نہ ہی اس پر قضا اور کفارہ ہے، اور اس مسئلہ میں مرد و عورت سب برابر ہیں، لیکن اگر خاوند نے بیوی کو مجبور کر کے جماع کیا تو بیوی پر کوئی قضا و کفارہ نہیں بلکہ اس دن کا اس کا روزہ بھی صحیح ہے۔

☆اگر کسی نے رمضان کے دن میں اپنی بیوی سے ایک یا دو بار ایک ہی دن میں جماع کر لیا تو اس پر ایک ہی دن کا قضا اور کفارہ ہوگا، لیکن اگر اس نے الگ الگ دو دن یا اس سے زیادہ دن میں ہمبستری کی تو ہر دن کو الگ الگ شمار کیا جائے گا، اور ہر دن کے بدلے الگ الگ اس پر قضا اور کفارہ واجب ہے۔

☆اگر کوئی شخص سفر سے واپس آئے اور وہ روزے سے نہ ہو، اور اس کی بیوی حیض یا نفاس سے پاک ہوئی ہو تو دن کی حالت میں اس کا جماع کرنا جائز ہے۔ ☆اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر، بغیر عذر شرعی ماہ رمضان کا پورا یا کچھ روزہ چھوڑ دیا، تو اس کے لئے قضا مشروع نہیں ہے، اور نہ ہی اس کی قضا صحیح ہو گی، بلکہ وہ بڑے گناہ کا مرتکب ہوا، اس پر توبہ و استغفار واجب ہے۔ ☆نفلی روزہ کی قضا دینا ضروری نہیں۔

# نفل روزوں کا بیان

نفلی روزوں کی آٹھ قسمیں ہیں جن کی تفصیلات درج ذیل سطور میں ملاحظہ فرمائیں:

۱-سب سے افضل نفل روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے، وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

۲-رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ ماہ محرم کا روزہ ہے، خاص کر یوم عاشورہ (دسویں محرم) کا روزہ، اور مستحب یہ ہے کہ دس محرم کے ساتھ نو محرم کے روزہ کو ملا دیا جائے تاکہ یہود کی مخالفت ہو جائے، کیونکہ وہ صرف دسویں محرم کا ہی روزہ رکھتے تھے، اور رہی بات دس محرم کے ساتھ گیارہویں محرم کا روزہ تو یہ حدیث سے ثابت نہیں۔

۳- ماہ شوال یعنی رمضان کے بعد والے مہینے کے چھ (٦) روزے۔

۴-ایام بیض کے روزے، یعنی قمری مہینے کے حساب سے ہر مہینہ کی تیرہ (۱۳)، چودہ (۱۴)، (۱۵) کو روزہ رکھنا۔

۵-ماہ ذی الحجہ کے ابتدائی نو دن کا روزہ، اور اس میں افضل ترین غیر حجاج کے لئے یوم عرفہ کا روزہ۔

٦-دوران جہاد روزہ رکھنا۔

۷-ہر ہفتہ پیر (سوموار) اور جمعرات کو روزہ رکھنا۔

۸-ماہ شعبان میں ابتدا سے کثرت سے روزہ رکھنا۔

☆اگر کسی نے نفلی روزہ رکھا، اور اسے اس کو توڑنے کی جائز حاجت محسوس ہوئی تو وہ توڑ سکتا ہے، اور اس پر اس کی کوئی قضا نہیں ہے، ایسے ہی اگر کوئی دن کے شروع میں نفلی روزہ کی نیت کرلے تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، اور اس کا وہ روزہ بھی صحیح ہے۔

## روزے سے متعلق چند مسائل

☆جس شخص کو روزے کے صحیح وقت کا علم نہ ہو سکا جیسے اندھا یا قیدی شخص تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے ماہ رمضان کے داخل ہونے سے پہلے روزہ رکھا تو اس کا روزہ شمار نہیں ہوگا کیونکہ وقت سے پہلے کوئی بھی عبادت درست نہیں، اور اگر دن کے بجائے اس نے رات میں روزہ رکھا تو بھی صحیح نہیں، کیونکہ رات میں روزہ رکھنے کا حکم نہیں۔

☆اگر کوئی شخص ماہ رمضان کا آغاز کسی ملک میں کرے، اور پھر وہ دوسرے ملک سفر کر جائے تو اسی ملک کا اعتبار سے روزہ رکھے گا اور افطار کرے گا، لیکن اگر اس کے روزے پورے انیتس یا تیس نہیں ہوئے بلکہ اٹھائیس ہی ہوئے تو اس پر ایک روزہ کی قضا واجب ہے، اور اس کے برعکس اگر اس کے روزے اس ملک میں تیس سے زائد ہوئے تو وہ اسے رکھے گا، اور اگر وہاں سے پھر اس ملک واپس آ جائے جہاں سے اس نے اپنے روزے کا آغاز کیا تھا تو پھر وہ انھیں کے ساتھ اپنا روزہ ختم کرے کے عید پڑھے گا۔

☆حالت حیض و نفاس میں عورت پر روزہ رکھنا حرام ہے، لیکن بعد میں اس چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا ہے۔

☆اگر کسی نے روزے کی نیت کی، اور روزہ رکھا، لیکن اس کے بعد بے ہوش ہو گیا اور پورا دن یا اس کا کچھ حصہ بے ہوش رہا، ایسی صورت میں اس کا اس دن کا روزہ صحیح ہے، اسے قضا کی ضرورت نہیں۔

☆اگر کسی نے ماہ رمضان یا غیر رمضان میں اپنا شعور کھو دیا چاہے وہ بے ہوشی سے ہو یا کسی مرض کی وجہ سے ہو، پھر اسے افاقہ ہو جائے، تو اس دوران کے سارے اعمال چاہے وہ روزہ ہو یا نماز سب معاف ہے، اور اس پر کوئی قضا نہیں ہے، لیکن اگر کوئی خود سے اور اپنی پسند سے اپنے آپ کو لاشعور بنا لے، چاہے وہ منشیات (Drugs) کے ذریعہ ہو یا نشہ آور چیزوں کے ذریعہ، پھر وہ افاقہ پائے، تو اس پر ان عبادتوں کی قضا ضروری ہے۔

☆روزے کی حالت میں اگر کوئی شخص محتلم ہو جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے، اس پر کوئی گناہ نہیں، البتہ احتلام کی وجہ سے اس پر غسل واجب ہے۔

☆غسل جنابت، غسل حیض و نفاس کو روزہ رکھنے والے کے لئے طلوع فجر تک تاخیر کرنا جائز ہے، اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے

☆صرف سفر کی نیت کر لینے سے سفر کی رخصت حاصل نہیں ہو گی، جب تک کہ وہ سفر کے وقت آبادی سے باہر نہ نکل جائے، پھر نماز میں قصر اور روزہ نہ رکھنے کی رخصت اس کو حاصل ہو گی۔

☆جب جہاز سورج غروب ہونے سے پہلے پرواز کرے، اور فضا میں بلندی کو پہنچ جائے، تو روزے دار اس وقت تک روزہ افطار نہیں کر سکتا ہے جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے، پھر اگر کسی نے اس خیال سے کھالیا کہ رات ہو چکی ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی دن ہے، یا اس خیال سے کھالیا کی سورج ڈوب چکا ہے اور بعد میں پتہ چلا کہ ابھی نہیں ڈوبا ہے تو ایسے شخص کا روزہ صحیح ہے، اور اس پر کوئی قضا نہیں ہے۔

☆کسی ڈوبنے والے کی جان بچانے کی خاطر یا لگی آگ بجھانے کی خاطر اگر کسی نے جان بوجھ کر اپنا روزہ توڑ دیا، تو اس کے لئے بڑا اجر ہے، اور اس پر صرف قضا ہے، اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

☆اگر آپ ایسے ملک میں ہوں جہاں موسم گرما بھر سورج ہی نہ ڈوبتا ہو، یا موسم سرما بھر سورج ہی نہ نکلتا ہو، یا آپ ایسے ملک میں ہوں جہاں چھ مہینے کے دن اور چھ مہینے کی رات ہوتی ہو، یا اس سے زیادہ یا اس سے کم ہو، تو پڑوسی ملک پر اعتماد کرتے ہوئے جس میں دن و رات الگ الگ ہیں اسی کی روشنی میں ان پر نماز اور روزہ کی ادائیگی واجب ہے، اور دن و رات کو چوبیس گھنٹوں میں تقسیم کر دیا جائے، پھر اسی حساب سے ماہ رمضان کی ابتدا و انتہا کی تعیین کی جائے، اور پڑوسی ملک کے وقت کے حساب سے روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

☆اگر آپ کھا رہے ہوں یا پی رہے ہوں اور اسی دوران اذان فجر ہو جائے تو اسے مکمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

☆اگر کوئی مر جائے اور اس پر ماہ رمضان کا روزہ رہ گیا ہو، تو اگر وہ کسی بیماری کی وجہ سے معذور رہا ہو تو اس کی طرف سے قضا لازم نہیں، اور نہ ہی کھانا کھلانا، لیکن اگر بعد میں وہ اس کی قضا پر قادر تو ہوا لیکن قضا نہیں کی اور مر گیا تو ایسی صورت میں اس کے ولی یعنی وارثین اس کی طرف سے قضا کریں گے۔

☆اور اگر کوئی مر جائے اور اس پر نذر کا روزہ، یا حج یا اعتکاف ہو تو اس کی طرف سے قضا اس کے وارثین کے لئے مستحب ہے، اور اگر وارثین کے علاوہ کسی اور نے کر دی تو کافی ہے، اور دونوں اللہ کے یہاں اجر کے مستحق ہیں۔

# اعتکاف کا بیان

مخصوص طریقے سے اللہ کی اطاعت کی خاطر مرد یا عورت کے مسجد میں گوشہ نشین ہونے کو اعتکاف کہتے ہیں، اس کا مطلب ہے اللہ کی عبادت کی خاطر نفس کو روکے رکھنا، تمام چیزوں سے قطع تعلق کر لینا، اور اللہ کے ذکر سے غافل کرنے والی تمام امور سے دل کو دور رکھنا۔

## اعتکاف کا حکم:

اعتکاف کرنا سنت ہے، لیکن اگر کوئی شخص نذر کے ذریعہ اسے اپنے اوپر لازم کرلے تو یہ واجب ہے، ماہ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کرنا افضل ہے، اور اعتکاف ہر وقت جائز ہے، اور بغیر روزہ رکھے بھی اعتکاف صحیح ہے۔

## اعتکاف کے صحیح ہونے کی شرطیں:

۱-مسلمان ہونا ۲-اعتکاف کی نیت کرنا ۳-جس مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے اس میں اعتکاف کرنا، عورت کے لئے ایک شرط زائد بھی ہے، اور وہ اپنے شوہر سے اجازت لے، اور اس کے اعتکاف سے اس کو اور دوسروں کو فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

واضح رہے کہ مرد کی طرح عورت بھی مسجد ہی میں اعتکاف کرے گی، البتہ جنبی، حائضہ، اور نفاس والی عورت کا اعتکاف صحیح نہیں ہے، لیکن وہ عورت جسے استحاضہ (بیماری) کا خون آتا ہو وہ اعتکاف کر سکتی ہے۔

## جن اعمال سے اعتکاف باطل ہوتا ہے:

۱-بغیر ضرورت باہر نکلنے سے ۲-جماع کرنے سے ۳-نشہ میں ہونے سے

☆اور عورتوں کا اعتکاف حیض و نفاس آنے سے باطل ہو جائے گا۔

## اعتکاف کی ابتدا اور اس کا اختتام:

اگر کوئی مسلمان رمضان کے آخری دنوں میں اعتکاف کی نیت کرے تو وہ اکیسویں رمضان کی رات غروب آفتاب سے پہلے اپنے اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جائے، اور آخری دن یعنی عید کا چاند نظر آنے کے بعد نکلے۔

**اعتکاف کرنے والے کے مستحب اعمال:**

۱-اعتکاف میں بیٹھنے والے کو کثرت سے مختلف قسم کی عبادتیں کرنی چاہئے، جیسے تلاوت قرآن،ذکر ودعا،استغفار، نماز تہجد، نوافل وغیرہ اور ساتھ ہی ساتھ بے ضرورت گفتگو اور لایعنی کاموں سے اجتناب کرنا چاہئے،اور حاضر دلی کے ساتھ اپنے رب کی جناب میں گریہ وزاری کرنا چاہئے۔

۲- اعتکاف میں بیٹھنے والا قضائے حاجت، وضو، نماز جمعہ ،اور کھانے پینے وغیرہ کے لئے بقدر ضرور باہر جاسکتا ہے،البتہ مریض کی عیادت کرنا،جنازہ میں شرکت کرنا، عورت کو چھونے اور اس سے مباشرت کرنے سے بچنا چاہئے۔

۳-بیوی اپنے اعتکاف کرنے والے شوہر سے مل کر بات کرسکتی ہے۔

**اعتکاف کی مدت:**

اعتکاف کی کوئی محدود مدت نہیں، بلکہ کسی بھی وقت جتنی مدت میں چاہے کر سکتا ہے، جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے زمانہ جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک دن اعتکاف کروں گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنی نذر پوری کرو“، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رات اعتکاف کیا،(بخاری :٢٠٢٤ و مسلم:١٦٥٦) ۔

# حج وعمرہ کا بیان

**حج کا لغوی معنی:** قصد کرنا۔

**حج کی شرعی تعریف:** مناسک حج کی ادائیگی کے لئے ایک محدود وقت میں بغرض تعبد الٰہی مکہ مکرمہ کا قصد کرنا۔

**حج کا حکم:** حج اسلام کا پانچواں رکن ہے، اور ہر عاقل و بالغ، آزاد و صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک بار واجب ہے ،اس کی فرضیت سن نو ہجری میں ہوئی، اور نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں حجۃ الوداع کے نام سے صرف ایک حج کیا ہے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ (آل عمران: ٩٧)۔ ''اللہ تعالی نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہیں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے ،اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالی اس سے بلکہ تمام دنیا سے بے نیاز ہے''۔

ایک حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: « بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ »(بخاری :٨ و مسلم :١٦)

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، (١) اس بات کی گواہی دینا کہ نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر صرف ایک اللہ، اور محمد اللہ کے سچے رسول ہیں، (٢) اور نماز قائم رکھنا، (٣) اور زکاۃ ادا کرنا، (٤) اور حج کرنا، (٥) اور رمضان کا روزہ رکھنا''۔

## حج وعمرہ کی فضیلت:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سے عمل افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: «إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ» قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «حَجٌّ مَبْرُورٌ»(بخاری :٨ و مسلم :١٦)

’’ اللہ اور اس کی رسول پر ایمان لانا‘‘، پوچھا گیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ’’اللہ کی راہ میں جہاد کرنا‘‘، پوچھا گیا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ’’حج مقبول ‘‘۔

ایک دوسری حدیث میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «العُمْرَةُ إِلَى العُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا ، وَالحَجُّ المَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلا الجَنَّةُ»(بخاری :۱۷۷۳ و مسلم :۱۳۴۹) ’’ ایک عمرہ سے لیکر دوسرے عمرہ تک جتنے گناہ ہوتے ہیں وہ سب عمرہ سے ختم ہو جاتے ہیں، اور مقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں ہے ‘‘۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: « مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ ، وَلَمْ يَفْسُقْ ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ»(بخاری :۱۵۲۱ و مسلم :۱۳۵۰) ’’جو شخص اللہ کے لئے حج کرے، اور شہوت و گناہ کی باتیں نہ کرے، تو وہ ایسا پاک ہو کر لوٹے گا جیسے اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا‘‘۔

حج کے محاسن و اسرار:

☆ واضح طور پر حج اسلام بھائی چارگی کا عملی مظہر ہے، اتحاد و اتفاق کا نمونہ ہے کہ مختلف رنگ و نسل، زبان و وطن، اور طبقات و اجناس کے باوجود ایک ہو کر، ایک لباس میں، بیک زبان لبیک پکار کر، ایک قبلہ رخ ہو کر، ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

☆ حج ایک مدرسے کے مانند ہے جس میں مسلمان صبر کی تعلیم سے مزین ہوتا ہے، آخرت کو یاد کرتا ہے، عبادت کی لذت سے لطف اندوز ہوتا ہے، عظمت رب سے روشناس ہوتا ہے، اور ساری مخلوقات اسی کے در کے بھکاری ہیں اس کا بخوبی علم ہوتا ہے۔

☆ حج نیکی کمانے کا بہترین موسم ہے، اور گناہوں سے دست برداری کا اچھا موقع ہے۔

☆ حج یوم محشر کی یاد تازہ کرتا ہے۔ ☆ دین اسلام کے عالم گیریت کو عیاں کرتا ہے۔

☆انبیاء علیہم السلام کے احوال، انکی عبادتیں، ان کے جہاد واخلاق، اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے احوال کا علم ہوتا ہے۔

☆حج منافع کا سودا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿ لِّيَشْهَدُواْ مَنَٰفِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُواْ ٱسْمَ ٱللَّهِ فِىٓ أَيَّامٍ مَّعْلُومَٰتٍ ﴾ (الحج: ۲۸)۔"اپنے فائدے حاصل کرنے کو آجایں ،اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں"۔

## حرم مکی کے حدود

**مغربی سمت سے:**

جدہ کے راستے پر واقع مقام شمیسی تک جس کی موجودہ مسافت حرم سے تقریبا بائیس(۲۲) کلو میٹر ہے۔

**مشرقی سمت سے:**

طائف کے راستے پر واقع مقام وادی عرنہ کا مغربی سمت جو موجودہ وقت میں تقریباپندرہ(۱۵) کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے، اور ساتھ ہی جعرانہ شرائع المجاہدین کی طرف سے تقریباسولہ(۱۶) کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے۔

**شمالی سمت سے:**

مقام تنعیم ہے جو موجودہ وقت میں تقریبا سات (۷) کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے۔

**جنوبی سمت سے:**

یمن کے راسے پر واقع مقام اضاۃ لبن ہے جو موجودہ وقت میں تقریبا بارہ(۱۲) کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے۔

**مسجد حرم کی خصوصیات:**

مسجد حرام دنیا کی سب سے عظیم ترین مسجد ہے، اور دنیا کے ہر سمت میں واقع جملہ مساجد کا قبلہ ہے، اس میں ایک وقت کی نماز کی ادائیگی دیگر مساجد سے ایک لاکھ گنا افضل ہے، اس میں مشرک کا داخلہ ممنوع ہے، اس میں (قتال) لڑائی کرنا

حرام ہے، شکار کرنا اور شکار بدکانا بھی حرام ہے، اذ خر گھاس کے سوا کسی پیڑ پودا کا کانٹنا حرام ہے، اس کے اندر دنیا کا وہ گھر ہے جو اس روئے زمین پر سب سے پہلے تعمیر کیا گیا ہے، یہی وہ اہم خصوصیات جن کا ذکر اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں کیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ﴿٩٦﴾ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴾ (آل عمران: ٩٦ -٩٧)-

"اللہ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے، جو تمام دنیا کے لئے برکت وہدایت والا ہے، جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اس میں جو آئے امن والا ہو جاتا ہے، اللہ تعالی ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کیا ہے، اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالی (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے"۔

## میقات کا بیان

کعبہ کو اللہ نے انتہائی معظم ومشرف بنایا، اور اس کی شان عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے شہر مکہ کو ایک مضبوط قلعہ اور حدود حرم کو اس کا فصیل بنایا، اور میقات کو حرم کا حرم بنایا، اور ہر عمرہ وحج کا ارادہ رکھنے والے کو میقات کا پابند بنایا، اپنی عظمت وکبریائی اور کعبہ کی شان عظمت کی خاطر احرام کے بغیر میقات سے آگے بڑھنے کو ناجائز قرار دیا۔

**میقات کا معنی:** میقات جس کی جمع مواقیت ہے اس کا لغوی معنی ہے حد، اور اس کا اصطلاحی مطلب ہے وہ وقت یا جگہ جہاں سے حج یا عمرہ کا احرام (نیت) باندھا جاتا ہے۔

## میقات کی دو قسمیں ہیں

**پہلی قسم میقات زمانی:** اس سے مقصود حج کے مہینے (پہلی) شوال، ذوالقعدہ اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن (قربانی والی رات کے فجر سے پہلے) تک ہیں جس میں حج کرنے کا ارادہ کرنے والا نیت کرتا ہے، اور اس کی وجہ سے وہ اس

دوران چند اقوال وافعال کا پابند ہو جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ٱلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَٰتٌ ۚ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ ٱلْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِى ٱلْحَجِّ﴾ (البقرة: ١٩٧)۔

”حج کے مہینے مقرر ہیں، اس لئے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے“۔

**فائدہ**: واضح رہے کہ وقت کی قید صرف حج کی ادائیگی کے لئے ہے، اور رہی بات عمرہ کی تو اس کے لئے کسی بھی مہینے یا دن یا وقت کی قید نہیں، حتی کہ اگر کوئی عیدین کے دن، عرفہ کے دن یا ایام تشریق میں یا جب بھی دن یا رات میں عمرہ کا ارادہ کرے بلا تردد کر سکتا ہے۔

☆طواف وداع چھوڑ کر حج کے جملہ اعمال ذی الحجہ کی تیرہ (١٣) تاریخ کے سورج غروب ہونے تک ختم ہو جائیں گے ،البتہ اگر کسی عذر شرعی کی بنا پر کسی کا طواف اور سعی نہ ہو سکا ہو تو اس کا ذی الحجہ کے آخر تک تاخیر کرنا جائز ہے۔

## دوسری قسم میقات مکانی:

اس سے مقصود وہ حدود یا جگہیں ہیں جہاں سے ایک حاجی یا معتمر کا بغیر احرام کے مکہ جانا جائز نہیں ہے، اور وہ پانچ ہیں۔

### ١-ذوالحلیفہ:

یہ اہل مدینہ کا میقات ہے، اور ان لوگوں کا بھی جن کا گذر وہاں سے ہو، آج کل اسے ابیار علی کے نام سے جانا جاتا ہے ،یہ مدینہ طیبہ کے جنوب میں واقع ہے، اور اس میقات پر واقع مسجد کو مسجد شجرہ کہتے ہیں، اور یہ مکہ سے تقریبا چار سو بیس (۴٢٠) کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے ،مکہ سے سارے میقات سے زیادہ دوری پر واقع ہونے والا یہی میقات ہے، قدیم زمانے میں اس کے اور مکہ کے درمیان کی مسافت ایک متوسط سواری سے تقریبا دس دن کی تھی۔

### ٢- جحفہ:

یہ اہل شام، ترکی، مصر اور مراکش اور وہاں سے یا اس کے مقابل سے گذرنے والے لوگوں کا میقات ہے، یہ رابغ کے مشرق میں واقع ایک چھوٹی سی بستی ہے جو مکہ سے تقریبا ایک سو چھیاسی (١٨٦) کلو میٹر کی دوری پر واقع

ہے،اور موجودہ حالت میں لوگ ساحل سمندر پر واقع اس بستی کے مغربی سمت میں شہر رابغ سے احرام باندھتے ہیں، قدیم زمانے میں اس کے اور مکہ کے درمیان کی دوری ایک متوسط سواری سے تین دن میں طے کی جاتی تھی۔

### ۳۔یلملم:

یہ اہل یمن اور وہاں سے یا اس کے مقابل سے گذرنے والوں کا میقات ہے، یلملم ایک وادی کا نام ہے جو بروقت السعدیہ کے نام سے جانا جاتا ہے،اور لوگ اس وقت مغربی ساحل کے سمت سے وادی یلملم کے پاس واقع مقام السعدیہ سے احرام باندھتے ہیں،اور یہ مکہ سے تقریبا ایک سو بیس (۱۲۰) کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے، پہلے زمانے میں اس کی اور مکہ کی دوری تقریبا دو دن میں طے کی جاتی تھی۔

۴-قرن المنازل:

یہ اہل نجد (ریاض، دمام، احساء، جبیل)، اور طائف والوں کا میقات ہے، یا جو اس کے مقابل میں آباد ہوں، یا وہاں سے گذر رہے ہوں، آج کل اسے السیل الکبیر کے نام سے جانا جاتا ہے، اور وادی محرم قرن منازل کا بالائی حصہ ہے، اس کے اور مکہ کے درمیان کی مسافت تقریبا پچہتر (۷۵) کلو میٹر ہے، عہد قدیم میں یہ مسافت تقریبا دو دن میں طے کی جاتی تھی۔

۵-ذات عرق:

یہ اہل عراق اور جو ان کے مقابل یا وہاں سے گذرنے والے ہوں، اور اس مشرقی سمت کے باشندگان ہوں یہ ان سب کا میقات ہے، اصل میں یہ ایک وادی ہے جسے ضریبہ کہتے ہیں، یہ مکہ سے سو (۱۰۰) کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے، دور قدیم میں یہ دوری تقریبا دو دن میں طے کی جاتی تھی۔

باشندگان مکہ کا میقات:

مکہ میں رہنے بسنے والے اگر حج کا ارادہ کریں تو وہ اپنے گھر سے ہی لباس احرام پہن کر نیت کرلیں، چاہے ان کی نیت حج افراد کی ہو یا قران کی، انھیں کسی بھی میقات پر جانے کی ضرورت نہیں، البتہ اگر اہل مکہ میں سے کوئی عمرہ کا ارادہ کرے تو وہ اپنے گھر سے عمرہ کی نیت نہیں کر سکتا، بلکہ اس کے لئے جو حدود حرم سے قریب حل ہو جانا ضروری ہے، وہیں سے اپنے عمرہ کا احرام باندھے یعنی نیت کرے، اور رہی بات حدود حرم سے باہر مکہ سے قریب بنے ہوئے میقات جیسے مقام تنعیم میں واقع مسجد عائشہ تو ہر مکہ کے باشندے کا وہاں جانا ضروری نہیں ہے بلکہ جس کے گھر سے قریب ہو وہ وہاں چلا جائے اور جس کے گھر سے دور ہو وہ اپنے گھر سے قریب حل کی طرف جا کر عمرہ کی نیت کر کے آجائے۔

**مکہ (حدود حرم سے باہر) اور میقات کے درمیان بسنے والوں کا میقات:**

جو لوگ حدود حرم سے باہر اور میقات کے اندر رہنے بسنے والے ہیں جب وہ حج یا عمرہ دونوں میں سے کوئی بھی ادا کرنے کا ارادہ کریں تو جس جگہ وہ رہتے ہیں وہیں سے لباس احرام زیب تن کر کے نیت کرلیں، انھیں کسی بھی قریبی میقات سے گذرنے کی کوئی ضرورت نہیں جیسے جدہ والے یا جدہ اور مکہ کے بیچ والی بستیوں والے۔

**ہوائی جہاز سے آنے والوں کا میقات:**

جو لوگ زمینی راستوں کے علاوہ فضائی راستوں سے حج و عمرہ کی ادائیگی کی غرض سے مکہ آنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو ان کے لئے اس وقت احرام باندھنا (نیت کرنا) ہے جب جہاز مذکورہ (پانچوں) مواقیت میں سے کسی بھی میقات کے اوپر سے یا اس کے سامنے سے گذرے، اور یہی حکم ان کے لئے بھی ہے جو سمندری راستے سے حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ایک حدیث میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے: « وَقَّتَ لأَهْلِ المَدِينَةِ ذَا الحُلَيْفَةِ، وَلأَهْلِ الشَّأْمِ الجُحْفَةَ، وَلأَهْلِ اليَمَنِ يَلَمْلَمَ، وَلأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ، مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيدُ الحَجَّ وَالعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ، فَمِنْ أَهْلِهِ حَتَّى إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا »(بخاری :۱۵۲۶و مسلم :۱۱۸۱)

”اہل مدینہ کے لئے احرام باندھنے کا مقام ذوالحلیفہ، اہل شام کے لئے جحفہ، اہل یمن کے لئے یلملم، اہل نجد کے لئے قرن المنازل، یہ ان جگہوں کے باشندگان کے لئے ہے، اور ان سب کے لئے بھی ہیں جو ان کے پاس سے گذریں جو حج و عمرہ کا ارادہ رکھنے والے ہوں اور وہاں کے رہائشی نہ ہوں، اور جو ان مقامات کے ماورے ہوں وہ اپنی جگہ سے احرام باندھیں، یہاں تک کہ اہل مکہ مکہ سے احرام باندھیں“۔

**جہاز میں احرام باندھنے کا طریقہ:** جو شخص حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت سے جہاز پر سوار ہو تو جب جہاز کسی بھی میقات کے اوپر سے یا اس کے مقابل سے گذرے تو اس وقت وہ اپنے حج یا عمرہ کی نیت (احرام) کرے، اگر لباس احرام پہلے سے پہن رکھا ہے تو پھر کوئی بات نہیں ورنہ نیت سے پہلے لباس احرام زیب تن کرلے۔

# میقات سے متعلق چند مسائل

☆اہل مکہ حج کا احرام اندرون مکہ جہاں سے چاہیں باندھ لیں لیکن عمرہ کے لئے حدود حرم سے باہر جانا واجب ہے۔

☆حج یا عمرہ کی غرض سے باہر سے آنے والوں کے لئے یہ واجب ہے کہ اپنے راستے میں آنے والے میقات سے ہی احرام باندھیں، یا وہاں سے گذرتے ہوئے اس کے مقابل میں احرام باندھ لیں۔

☆ہوائی جہاز سے عمرہ یا حج کے مقصد سے مکہ آنے والوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ غسل اور پاکی کی تیاری پہلے کر لیں۔

☆جب جہاز میقات کے اوپر یا سامنے سے گذرے اسی وقت احرام باندھنا واجب ہے، اسے جدہ ایئرپورٹ تک تاخیر کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی جدہ میں یا بحرہ میں احرام باندھنا جائز ہے، البتہ اگر کسی نے ایسا کیا تو اسے قریبی میقات جاکر احرام باندھنا لازم ہے، اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا اور جدہ سے ہی احرام باندھ کر مکہ چلا گیا تو اس پر دم واجب ہے۔

☆اگر کوئی جدہ کسی کام کے غرض سے جائے، اور پھر کام ختم کرنے کے بعد عمرہ کا ارادہ کرے تو اسے کسی قریبی میقات جاکر احرام باندھنا لازمی ہے، وہ جدہ سے احرام نہیں باندھ سکتا، کیونکہ اس کا شمار جدہ کے مقیم میں نہیں ہوتا۔

☆کسی بھی عمرہ یا حج کرنے والے کے لئے بغیر احرام باندھے میقات کراس (تجاوز) کرنا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کیا تو اسے دوبارہ میقات واپس آکر احرام باندھنا لازم ہے، اور اگر نہیں آیا تو اس پر دم واجب ہے۔

☆جب حج یا عمرہ کرنے والے کا گذر دو میقاتوں سے ہو تو اس کے لئے یہ ہے کہ وہ پہلے میقات پر ہی احرام باندھے، اور اسے کراس نہ کرے، جیسے کہ اہل مصر و شام یا یورپ وافریقا کے لوگ کہ جب وہ اپنے میقات جحفہ سے پہلے میقات مدینہ سے گذریں تو میقات مدینہ ہی پر احرام باندھیں، اور انکے لئے میقات جحفہ پہنچنے تک احرام کو موخر کرنا جائز نہیں، کیونکہ میقات اس کے باشندگان کے لئے ہے اور ان کے لئے بھی جو ادھر سے گذریں۔

# احرام کا بیان

## إحرام کالغوی معنی:

یہ عربی لفظ أَحْرَمَ کا مصدر ہے جس کا معنی ہے حرام کرنا، یا اپنے آپ کو حرم میں داخل کرنا، اس لئے حاجی یا معتمر جو میقات پر سفید چادر زیب تن کرتے ہیں اسے لباس احرام کہتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے اپنے اوپر احرام سے قبل جو چیزیں مباح تھیں اس کو حرام کر لیا جیسے نکاح کرنا، خوشبو لگانا، ناخن تراشنا، بال کاٹنا، اور سلے ہوئے کپڑے پہننا وغیرہ ۔

## إحرام کا شرعی معنی:

میقات پر یا اس کے اوپر یا اس کے آس پاس حج یا عمرہ کی ادائیگی کے لئے اس کے ارکان وافعال میں داخل ہونے کی نیت کرنے کو احرام کہتے ہیں، اور احرام یہ حج یا عمرہ کا سب سے پہلا رکن ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صرف دل میں حج کی نیت وارادہ کی بنیاد پر ایک شخص کو محرم قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ اس کے دل میں تو ارادے اس کے گھر سے نکلنے کے وقت اس کے ملک ہی سے تھے، اس لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قول وفعل کے ذریعہ اپنے آپ کو محرم بنائے۔ (فتاوی شیخ الاسلام: ۲۶/۱۰۸، ۲۲)۔

## لباس احرام پہننے کی جگہ:

غسل کے بعد میقات پر لباس احرام پہننا مسنون ہے، اور جن کے گھر میقات سے قریب ہوں جیسے اہل مدینہ واہل طائف وغیرہ تو وہ اپنے گھر ہی سے لباس احرام پہن سکتے ہیں، یا اسی طرح سے بذریعہ ہوائی جہاز مکہ آنے والے بھی اپنے گھر سے لباس احرام پہن سکتے ہیں، لیکن نیت میقات سے ہی کی جائے گی، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے فعل سے ثابت ہے۔ (بخاری: ۱۵۴۵)۔

**احرام کی کیفیت:** احرام سے پہلے چند امور کی بجا آوری مستحب ہے تاکہ اس عظیم عبادت کا صحیح استقبال ہو سکے، اور اس کی تفصیل درج ذیل سطور میں حوالہ قرطاس ہے:

۱-جو شخص حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھنا چاہے تو اس کے لئے مسنون ہے کہ وہ بدن کی صفائی یعنی بغل کے بال، زیر ناف کے بال اور مونچھ کے بال کو صاف کرلے، اور سارے بدن کا غسل کرے، کپڑا چھوڑ کر بدن میں خوشبو لگائے، سلا ہوا کپڑا اتار دے اور دو سفید چادر زیب تن کرے، ایک کو تہبند بنائے اور دوسرے کو چادر بنا کر سر کو چھوڑ کر سارا بدن ڈھک لے، حیض اور نفاس والی خواتین بھی غسل کریں، ان کے لئے کوئی خاص لباس احرام نہیں، وہ جو چاہیں ساتر لباس پہنیں، جو تنگ اور شہوت والا نہ ہو، اور نہ ہی وہ مردوں یا کفار کے لباس کے مشابہ ہو۔

۲-واضح رہے کہ شریعت میں احرام کے لئے کوئی خاص نماز ثابت نہیں ہے، لہذا اس کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھنا خلاف شرع ہے، البتہ اگر کسی فرض نماز کا وقت ہو تو اس کی ادائیگی کے بعد احرام باندھنا مسنون ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ظہر کی فرض کے بعد اپنی سواری پر سوار ہوئے، اور پھر آپ نے احرام باندھی۔(ابوداود: ۱۷۷۴)۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کہیں سے بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ظہر کی فرض نماز کے علاوہ بھی آپ نے احرام کی کوئی نماز پڑھی ہو(زاد المعاد: ۲/۱۰۷)۔

۳-احرام کا کپڑا پہن لینے سے محرم نہیں ہوتا بلکہ حج یا عمرہ کی نیت کرنے سے احرام باندھنا ہوتا ہے۔

۴-بیشتر عازمین حج وعمرہ کا یہ خیال ہے کہ احرام میقات کی مسجد میں ہی باندھنا ضروری ہے، اسی خیال کے پیش نظر مرد وعورت کی ایک بڑی تعداد مسجد کی طرف دوڑ پڑتی ہے، حالانکہ عہد نبوی میں اس مسجد کا وجود ہی نہ تھا، دوسری بات یہ کہ وہاں مسجد تعمیر کرنے کا یہ مقصد بھی نہیں، بلکہ وہاں کے ارد گرد رہائشی پذیر لوگوں کے نماز پڑھنے کے لئے تیار کی گئی ہے، اس لئے عازمین میقات پر جس جگہ سے چاہیں احرام باندھ لیں۔

۵-مسنون یہ ہے کہ جب سواری پر بیٹھ کر قبلہ رخ ہو جائے، پھر اللہ کی حمد، اس کی تسبیح اور اس کی کبریائی بیان کرے، اس کے بعد عمرہ یا حج کے جس قسم کی ادائیگی کا ارادہ ہو اس کا احرام باندھے۔

### حج کے اقسام اور عمرہ کی نیت کا طریقہ:

۱-حج افراد ۲-حج قران ۳-حج تمتع

عازمین حج کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ حج کی تینوں قسموں میں سے جس کی چاہیں نیت کریں، ویسے بہت ساری دلیلوں کی روشنی میں اہل علم نے حج تمتع کو سب سے افضل حج قرار دیا ہے۔

۱-حج افراد کرنے والے کی نیت: **لَبَيْك حَجاً .**

۲- حج قران کرنے والے کی نیت: **لَبَيْك عُمْرَة و حَجاً.**

۳- حج تمتع کرنے والے کی نیت: **لَبَيْك عمْرَة مُتَمَتِعا بهاإلى الحج .**

عمرہ کی نیت: **لَبَيْك عُمْرَة.**

مشروط نیت کا حکم:

اگر کسی کو یہ اندیشہ ہو کہ احرام باندھنے کے بعد راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آسکتی ہے، یاوہ کسی مرض کا شکار ہو سکتا ہے تو ایسی صورت میں نیت کے ساتھ یہ بڑھالے، (اللهم محلي حيث حبستني)"اے اللہ! میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہے جہاں تونے مجھے روک دیا" (بخاری:۵۰۸۹، مسلم:۱۲۰۷)۔

☆اگر کوئی بالغ شخص عمرہ یا حج کا احرام باندھے تو اس کا اتمام اس پر لازم ہے، لیکن اگر اس نے احرام باندھنے کے وقت مذکورہ شرط لگالی تو کسی بھی رکاوٹ کے درپیش ہونے کی صورت میں اگر اسے احرام کھولنا پڑ جائے تو اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں، بصورت دیگر اگر اس نے احرام باندھنے کے وقت شرط نہیں لگائی تو کسی بھی رکاوٹ پر احرام کھولنے کی صورت میں اسے پہلے ایک دم مکہ میں ہی دینا ہوگا، پھر حلق کرانے کے بعد وہ احرام کھول سکتا ہے۔

احرام باندھنے کے بعد محرم کے لئے یہ مسنون ہے کہ تلبیہ پکارے،اوران الفاظ میں تلبیہ پکارے:

« لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْك، لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالمُلْكَ، لاَ شَرِيكَ لَكَ »(بخاری :١٥٤٩و مسلم :١١٨٤).

”حاضرہوں،اے اللہ! میں حاضر ہوں،حاضر ہوں،تولا شریک ہے،میں حاضر ہوں،بیشک ہر قسم کی تعریف تیرے لئے،اور تمام نعمتیں تیری طرف سے ہیں،اور بادشاہت بھی تیری ہی ہے،تولا شریک ہے،میں حاضر ہوں“۔

## احرام کے بعد اضطباع(دایاں کندھا ننگا رکھنے)کا وقت:

میقات اور مسعی میں تقریبا سبھوں نے یہ نظارہ دیکھا ہو گا کہ حجاج و معتمرین کی ایک بڑی تعداد لباس احرام زیب تن کرنے کے بعد اپنا دایاں کندھا ننگا رکھتے ہیں، حتی کہ ان میں سے بعض تو نمازیں بھی اسی حالت میں پڑھ لیتے ہیں ،حالانکہ یہ حالت محض طواف قدوم کے وقت ہے،اور دیگر تمام حالتوں میں اسے ڈھک کر رکھنا ضروری ہے،ساتھ ہی کندھا ڈھکے بغیر نماز پڑھنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

## حج کے احرام(نیت)میں تبدیلی کا حکم:

اگر کسی شخص نے میقات سے حج افراد یا حج قران کا احرام باندھا ہو،اور دوران سفر یا مکہ پہنچ کر اس کا ارادہ تبدیل ہو گیا ہو تو وہ حج افراد یا حج قران کی نیت کو حج تمتع میں تبدیل کر سکتا ہے،ایسا کرنے سے اس پر کوئی دم نہیں ہے،البتہ عمرہ کی نیت کرنے والا اسے حج میں تبدیل نہیں کر سکتا،کیونکہ یہ سنت سے ثابت نہیں ہے،اور ایسے ہی وہ حج قران کی نیت کرنے والا جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا ہو وہ بھی نیت تبدیل نہیں کر سکتا۔

# حالت احرام کے ممنوع افعال

**برائے مرد:**

۱۔سر ڈھانکنا ۲۔سلے ہوئے کپڑے پہننا۔

**برائے خواتین:**

۱۔نقاب یا برقع پہننا۔ ۲۔دستانہ پہننا۔

**وہ ممنوع افعال جو بحالت احرام مرد وعورت دونوں کے مابین مشترک ہیں:**

۱۔بالوں کا حلق کرنا، کاٹنا یا اکھاڑنا۔ ۲۔ناخن کاٹنا ۔

۳۔کپڑے یابدن پر خوشبو لگانا یادھونی دینا۔ ۴۔نکاح کرنا یا پیغام نکاح دینا ۔

۵۔خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا یااسے قتل کرنا، اس میں فدیۃ المثل ہے، یعنی جیسا جانور شکار کیا ویسا ہی جانور فدیہ دینا۔

۶۔ہمبستری کرنا،اگر پہلا حلال ہونے سے پہلے کیا تو اس پر فدیہ اونٹ کا ذبیحہ پیش کرنا ہے، اگر حلال اول کے بعد کیا تو اس پر بکری کا ذبیحہ پیش کرنا ہے۔

۷۔مباشرت کرنا(بوس ومساس کرنا) شرمگاہ کے علاوہ پس اگراس سے انزال ہوجائے تواس کاحج اوراحرام فاسد نہیں ہوگا، لیکن وہ گنہ گار ہوگااور اس پر غسل،توبہ،استغفاراور فدیہ الاذی ہے۔

**حالت احرام میں مباح افعال**

☆محرم جانوراور مرغی وغیرہ ذبح کرسکتاہے،اور حل وحرم میں موذی جانوروں کو قتل کرسکتاہے، جیسے شیر ، بھیڑیا، چیتا،سانپ، بچھواور چوہاوغیرہ،اوراسی طرح سمندر کا شکار کرنااوراس کا کھانا بھی جائزہے۔

☆محرم کے لئے غسل کرنا، سراور کپڑادھونا،لباس احرام بدلنا،چاندی کی انگوٹھی پہننا،چشمہ لگانا،ہیڈفون یاائیر فون استعمال کرنا،گھڑی پہننا،بیلٹ باندھنا گرچہ وہ مشین سے سلاہو،یہ سب جائزہے۔

☆بطور علاج جسم سے خون نکلوانا، سرمہ لگانا، پچھنا لگوانا، آنکھوں میں دوا ڈالنا، خوشبودار صابن استعمال کرنا، خیمہ ،گاڑی اور چھتر کا سایہ حاصل کرنا، خطرہ کے پیش نظر ساتھ میں اسلحہ رکھنا، خواتین کے لئے زیور اور رنگین کپڑے پہننا ،خواتین کا سر کے بال کھولنا اور اس میں کنگھی کرنا، یہ سب جائز و درست ہے۔

☆عمرہ کے احرام میں بھی وہی کچھ حرام ومباح ہے جو حج کے احرام میں ہے، دونوں کے احرام میں کوئی فرق نہیں۔

## احرام کے چند اہم مسائل

☆جس نے حالت احرام میں بھول کر یا لاعلمی یا پھر مجبوری میں ممنوع کاموں میں سے کوئی بھی کام کر بیٹھا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی فدیہ ہے، بس اس پر یہ ضروری ہے کہ وہ فورا اس کام سے بعض آجائے۔

☆حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والا اگر اپنی بیوی سے حالت احرام میں جماع کر بیٹھتا ہے تو اس کی دو حالت ہے، اگر لاعلمی یا بھول کر یا مجبور ہو کر جماع کر بیٹھا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، اور نہ ہی اس پر کوئی دم ہے بلکہ اس کا حج یا عمرہ صحیح ہے، بصورت دیگر وہ بڑے گناہ کا مرتکب ہے، اور اس پر توبہ کے ساتھ ساتھ دم بھی واجب ہے۔

☆اگر حج تمتع کرنے والی خاتون کو طواف سے پہلے حیض آجائے اور حج فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ حج قران کا احرام باندھ لے، اور اسی طرح دیگر معذور بھی، حیض اور نفاس والی عورتیں بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے سارے اعمال کریں، اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر طواف کے دوران حیض آجائے تو وہاں سے نکل جائے، اور پھر حج قران کا احرام باندھ لے۔

☆محرم اگر حج افراد کرنے والا ہے تو جب دس ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کر لے اور حلق کر لے تو اسے تحلل اول حاصل ہو جاتا ہے، اور بیوی چھوڑ کر تمام چیزیں اس کے لئے حلال ہو جاتی ہیں، اور طواف کعبہ کے بعد بیوی بھی اس کے لئے حلال ہو جاتی ہے، اور اگر محرم حج قران یا تمتع کرنے والا ہے تو دس ذی الحجہ کو رمی جمرات اور حلق کے بعد جب قربانی ہو جائے تب اسے تحلل اول حاصل ہو گا، جس میں اسے بھی بیوی کے علاوہ ہر چیز کی اجازت ہے، اور جب طواف کعبہ کر لے تو پھر بیوی بھی اس کے لئے جائز ہو جاتی ہے۔

☆اور عمرہ کا احرام باندھنے والے کے لئے یہ ہے کہ جب وہ طواف وسعی اور حلق کرانے سے فارغ ہو گا تب اس کی بیوی اس کے لئے جائز وحلال ہو گی۔

☆اگر عمرہ یا حج کرنے والا حالت احرام میں فوت ہو جائے تو اس کے چھوٹے ہوئے ارکان کی قضا نہیں کی جائے گی، اور اسی کپڑے میں اسے دفن کیا جائے گا۔

## فدیہ کا بیان

**ممنوعات احرام میں سے کسی فعل کے ارتکاب کے وقت دیئے جانے والے فدیے کی تین قسمیں ہیں:**

۱-جس کا کوئی فدیہ نہیں جیسے عقد نکاح کرنا۔

۲-جس کا فدیہ اسی کے مثل ہے، جیسے خشکی کے کھانے والے جانور کا شکار کرنا، یعنی جیسا جانور شکار کیا اسی جیسا جانور خرید کر آزاد کرنا۔

۳-جس کا فدیہ اذی کا فدیہ ہے، اس کا تعلق جماع چھوڑ کر تمام ممنوعات سے ہے جیسے بال کاٹنا یا خوشبو استعمال کر لینا۔

**فدیۃ الاذی کی تفصیل:**

۱-تین دنوں کا روزہ رکھنا۔ ۲-یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا، (ایک مسکین کے لئے آدھا صاع، یعنی تقریباً ڈیڑھ کیلو) ۳-یا ایک بکرا یا بکری ذبح کرنا۔

اس پر دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

﴿فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِۦٓ أَذًى مِّن رَّأْسِهِۦ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ (البقرة: ١٩٦)-" البتہ تم میں سے جو بیمار ہو، یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو، (جس کی وجہ سے سر منڈالے) تو اس پر فدیہ ہے، خواہ روزے رکھ لے خواہ صدقہ دے دے، خواہ قربانی کرے۔"

فدیہ ادا کرنے کی شرط: ۱-منع کردہ کام عمدا کیا ہو۔ ۲-منع کردہ کام علم ہونے کے باوجود کیا ہو۔

۳-اپنی خود مختاری اور آزادی سے کیا ہو نہ کہ کسی کے مجبور کرنے پر کیا ہو۔

# فدیہ کے متعلق چند مسائل

☆حج قران یا تمتع کرنے والا جو جانور حرم میں ذبح کرتا ہے وہ اس کا گوشت خود کھائے، فقراء کو کھلائے اور وہ اسے حرم سے باہر بھی لے جاسکتا ہے۔

☆حرم میں جو جانور شکار کرنے کی وجہ سے یا پھر فدیہ اذی میں یا واجب کے چھوڑنے یا کسی ممنوع فعل کے ارتکاب کے بدلے میں ذبح کیا جائے، اسے خود نہ کھائے بلکہ پورا کا پورا حرم کے فقراء میں تقسیم کردے۔

☆حرم سے باہر جو جانور روک دیئے جانے کی وجہ سے یا فدیہ جزاء کے طور پر ذبح کیا گیا ہو تو اس کا گوشت اسی جگہ تقسیم کردیا جائے جہاں وہ جانور ذبح کیا گیا ہو، اور اس کا گوشت دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے، لیکن وہ خود اسے نہیں کھا سکتا۔

☆ حدود حرم میں بسنے والوں، اور حدود حرم کے آس پاس گاؤں میں بسنے والے لوگوں پر کوئی ہدی (قربانی) نہیں ہے، اور نہ ہی اہل حرم کی طرح ان پر طواف وداع ہے۔

☆جن پر حج قران یا تمتع کرنے کی وجہ سے قربانی واجب ہو، اور اسے کسی وجہ سے قربانی کا جانور نہ مل سکے تو اس کے عوض یوم عرفہ سے پہلے تین دن روزہ رکھ لے، اور سات دن حج سے واپسی کے بعد رکھ لے۔

☆حج افراد کرنے والے پر کوئی ہدی نہیں۔

☆محرم اور غیر محرم دونوں کے لئے حدود حرم مکہ کے اندر پیڑ کاٹنا حرام ہے، اور اذخر گھاس کے علاوہ دوسری گھاس بھی کاٹنا جائز نہیں، اور رہی بات وہ گھاس جس کی زراعت آدمی خود کرے تو اس کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆جس نے ایک ہی غلطی بار بار کی تو اس پر ایک ہی بار فدیہ دینا ہے سوائے شکار کے کیونکہ اس میں ہر شکار پر فدیہ ہے۔

☆اگر کسی نے الگ الگ انداز کے غلط کام کئے جیسے سر منڈانا، خوشبو لگانا تو اس کے لئے الگ الگ فدیہ ہے۔

## عمرہ کا بیان

**عمرہ کا لغوی معنی:** زیارت کرنا

**عمرہ کی شرعی تعریف:**

طواف کعبہ، صفاومروہ کے درمیان سعی اور سر کے بال منڈا کر یا اسے چھوٹا کر کے اللہ کی عبادت بجالانا۔

**عمرہ کا حکم:**

عمرہ سنت مؤکدہ ہے، اور سال بھر کسی بھی وقت کرنا مسنون ہے، پورے سال میں حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا افضل ہے، اور ماہ رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے، اور اسے بار بار کرنا مسنون ہے۔

**نبی کریم ﷺ کے عمرہ کی تعداد:**

آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں کل چار عمرہ کیا، اور وہ سارے کے سارے حج کے مہینے میں کیا:

۱-حدیبیہ کے موقع پر ۲-عمرہ قضا ۳-عمرہ جعرانہ ۴-حجۃ الوداع کا عمرہ

**عمرہ کے ارکان:**

۱-احرام: میقات سے عمرہ کی نیت کرنا۔

۲-طواف: خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔

۳-سعی: صفاومروہ کی دوڑ لگانا۔

**عمرہ کے واجبات:**

۱-میقات سے لباس احرام پہننا، یعنی مردوں کا سلا ہوا کپڑا اتار دینا اور غیر سلا ہوا کپڑا زیب تن کرنا۔

۲-سعی سے فارغ ہونے کے بعد سر منڈانا یا بال کتروانا، اور عورتوں کا انگلی کے پور کے مقدار بال کاٹنا۔

### طواف کعبہ کے صحیح ہونے کی شرط:

نیت کرنا، حدث اصغر واکبر سے پاک ہونا، شرم کی جگہوں کو ڈھانکنا، سات چکر طواف کرنا، حجر اسود سے شروع کرکے حجر اسود پر ختم کرنا، پورے کعبہ کا طواف کرنا، خانہ کعبہ کو اپنے بائیں جانب رکھنا، اور اگر کوئی عذر نہ ہو تو طواف کو پے در پے کرنا۔

### طواف کعبہ کے لئے طہارت کا حکم:

اہل علم نے طواف کعبہ کے صحیح ہونے کے لئے چھوٹی وبڑی دونوں قسم کی ناپاکی سے پاک ہونے کی شرط لگائی ہے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ طواف سے پہلے آپ نے خود وضو فرمایا، اور اسی طریقہ پر سب کو تمام حج کی ادائیگی کا حکم فرمایا، اور حیض والی عورتوں کو پاک ہونے تک خانہ کعبہ کے طواف سے منع فرمایا جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں سفر حج کے دوران ناپاک (حائضہ) ہوگئی، اور نبی اکرم ﷺ نے مجھے روتے ہوئے ہوئے دیکھا تو فرمایا: «إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِي مَا يَقْضِي الحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ» (بخاری: ٢٩٤و مسلم: ١٢١١). "یہ ایسی بات ہے جو اللہ نے ساری آدم کی بیٹیوں کے لئے لکھ دیا ہے، تو تم وہ تمام کام کرو جو ایک حاجی کرتا ہے، صرف کعبہ کا طواف نہ کرو"۔

## عمرہ کا طریقہ

### میقات سے کعبہ تک:

☆ عمرہ کرنے والا مرد ہو یا عورت میقات سے گذرتے وقت اپنے عمرہ کی نیت کرے، اور یوں کہے: **اللهم لَبَّيْكَ عُمْرَةً**. اور پھر تلبیہ « لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالمُلْكَ، لاَ شَرِيكَ لَكَ » مرد بلند آواز سے اور عورت آہستہ آہستہ پکارتے ہوئے سوئے حرم روانہ ہو چلیں، اور احرام کی پوری پاسداری کریں، اور جب حرم کے کسی قریبی حدود میں داخل ہو جائیں تو تلبیہ پکارنا بند کردیں، اور جب مسجد حرام پہنچ جائیں تو داخل ہوتے وقت اپنا داہنا پیر آگے بڑھائیں اور یہ دعا پڑھیں: «أعوذُ باللّٰه العظيمِ

وبوجهِهِ الكريمِ وسلطانِهِ القديمِ مِن الشيطانِ الرجيم ،بسمِ اللّٰه والحمدُ للّٰه ،اللهمَّ صلِّ على محمد ،وعلى ءالِ محمد وسلِّم، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وافْتَحْ لِي أبوابَ رحمَتِكَ»اور پھر مسجد میں داخل ہو جائیں،اس وقت اگر کوئی فرض نماز ہو رہی ہو تو فوراً اس میں شریک ہو جائیں اور امام کی متابعت میں پوری نماز ادا کر لیں،اور اگر ایسا نہ ہو تو مطاف (طواف کی جگہ ) پہنچیں،اور عمرہ کے ارکان کی ادائیگی کی تیاری میں لگ جائیں،اور عمرہ شروع کرنے سے پہلے اپنے داہنے کندھے کھول لیں اور چادر کو اس کے نیچے سے بائیں کندھے پر ڈال لیں،اسے اضطباع کہتے ہیں،اور خواتین اپنی پہلی کیفیت پر ہی باقی رہیں۔

طواف کا طریقہ:

طواف کے کل سات چکر ہیں،طواف کا سب سے پہلا عمل یہ ہے کہ کعبہ کو اپنے بائیں جانب کرے،اور اس کا آغاز حجر اسود سے کرے،اگر ممکن ہو تو حجر اسود کو بوسہ دے،اور اگر ممکن نہ ہو تو صرف ایک بار اللہ اکبر کہتے ہوئے حجر اسود کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر دے،اور ہاتھ کو نہ چومے،پھر بلا توقف گذر جائے،اور دوران طواف دعا،استغفار،اور تلاوت قرآن میں مشغول رہے،(ہر ایک چکر کے لئے الگ الگ دعا ثابت نہیں)البتہ جب رکن یمانی پر پہنچے تو ہاتھ سے اس کا استلام کرے یعنی چھوئے،نہ تو اس سے چمٹے اور نہ ہی اس کو رگڑے،اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اس کے سامنے سے بلا اشارہ کئے اور اللہ اکبر کہے وہاں سے گذر جائے،اور جب رکن یمانی سے حجر اسود کے طرف مڑے تو یہ دعا پڑھے:رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي ٱلْأَخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ ،"اے ہمارے رب !ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے نواز دے،اور ہمیں عذاب جہنم سے بچالے"۔اور حجر اسود تک اس دعا کو پڑھتا رہے ،اس طرح ایک چکر مکمل ہوا،اسی طرح حجر اسود سے شروع کر کے حجر اسود پر باقی چکروں کو مکمل کرے،یاد رہے کہ ابتدائی تین چکروں میں صرف مرد رمل کرے یعنی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر تیز چلے،اور اگر ممکن نہ ہو تو عام چال چلے،اور باقی کے چار چکروں میں عام چال چلے۔

## طواف اور سعی کے درمیان کا عمل:

☆داہنا کندھا ڈھانپ لیں۔

☆طواف کی تکمیل کے بعد مقام ابراہیم کی طرف چل پڑے اور یہ پڑھے وَٱتَّخِذُواْ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّىۖ پھر مقام ابراہیم کے پیچھے مسجد میں جہاں کہیں بھی جگہ دستیاب ہو وہاں دو رکعت نماز اس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون، اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص، اور اگر کسی نے ان سورتوں کے علاوہ بھی کوئی سورت تلاوت کر لی تو بھی کوئی حرج نہیں، یہ طواف سے جڑی دو رکعت سنت مؤکدہ ہے، مقام ابراہیم کے پاس بھیڑ بھاڑ میں پڑھنا اچھا نہیں، اور رہی بات ان دونوں رکعتوں کی ادائیگی کے بعد یا مقام ابراہیم کے پاس دعا کرنا تو یہ کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں۔

## سعی کا طریقہ:

طواف کی دو رکعت کی ادائیگی کے بعد صفا پہاڑی کی طرف چل دے، اور جب اس کے قریب پہنچے تو ایک بار یہ پڑھے: ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِۖ فَمَنْ حَجَّ ٱلْبَيْتَ أَوِ ٱعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَاۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ ٱللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾ اور پھر یہ کہے نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ بِهِ، اور جب پہاڑی پر چڑھ جائے تو کعبہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو جائے، اور تین بار اللہ اکبر کہے اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»، «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ» یہ دعا تین بار پڑھے، اور اس کے بیچ میں بھی جو دعائیں چاہے پڑھتے رہے، اس دوران صفا پہاڑی سے کعبہ کی طرف اللہ اکبر کہتے ہوئے اشارہ کرنا درست نہیں، اب صفا پہاڑی سے نیچے اتر کر مروہ کی طرف رواں ہو جائے، اور چلتے ہوئے دعاؤں میں مشغول رہے، جب مرد حضرات ہری لائٹ کے پاس پہنچیں تو دلکی چال کی شکل میں دوڑیں یہاں تک کہ دوسری ہری لائٹ آ جائے، اور خواتین ان لائٹوں کے بیچ اپنی عام چال میں چلتی رہیں، یہاں تک کہ سب مروہ پہاڑی پہنچ جائیں، پھر مروہ پہاڑی پر چڑھ کر وہی دعائیں کریں جو صفا

پہاڑی پر کی تھی،اس طرح سعی کا ایک چکر مکمل ہو گیا، پھر مروہ سے صفا کی طرف رواں ہو جائیں،اور جب ہری لائیٹ کے پاس پہنچیں تو ویسے ہی کریں جیسے صفا کی طرف سے آتے ہوئے کئے تھے،اور پھر صفا پہاڑی پر چڑھ کر وہی کرے جو شروع میں کیا تھا،ایسے ہی سات چکروں میں عمل کرے، ساتواں چکر مروہ پہاڑی پر ختم ہو جائے گا۔

### سعی کے بعد کا عمل:

سعی کے سات چکر مکمل ہونے کے بعد بحالت احرام آدمی اپنے سر کا حلق یا پورے سر کے بال کی کٹنگ کروالے،اور جھوٹے حیلے (آگے پیچھے سے کچھ بال کاٹنے) سے اپنے آپ کو بچائے،اور عورت اپنے بال کے آخری سرے سے ایک پور کے مثل کاٹ لے،انھیں اعمال کے ساتھ عمرہ مکمل ہوا،اور احرام کی وجہ سے اس پر لباس، خوشبو،اور نکاح وغیرہ کی جتنی پابندیاں تھیں وہ سب ختم ہو گئیں،اور اب وہ کلی طور پر حلال ہو گیا،اب وہ احرام کا کپڑا اتار دے اور غسل وغیرہ کرکے عام حالتوں میں آجائے۔

## عمرہ کے چند مسائل

☆مسجد حرام میں داخل ہونے کے وقت عمرہ کرنے والے کا سب سے پہلا کام طواف کعبہ ہے۔

☆میقات یا طواف کے بعد سعی کرتے وقت داہنا کندھا کھلا رکھنا درست نہیں۔

☆مسجد حرام کی دیواروں یا مقام ابراہیم وغیرہ کو چومنا درست نہیں، واضح ہو کہ صفا سے مروہ ایک چکر شمار کیا جائے گا، اور اسی طرح مروہ سے صفا بھی ایک چکر شمار کیا جائے گا۔☆طواف کے وقت ہر چکر کی الگ الگ دعا، ساتھ ہی بلند آواز سے دعا کرنا ثابت نہیں۔☆طواف یا سعی کے دوران، یا میقات پر بحالت احرام فوٹو گرافی کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں ریا ہے۔☆دوران طواف دھکا مکی کرنا، دنیاوی گفتگو کرنا حرام ہے کیونکہ وہ ذکر اور دعا کی جگہ ہے۔

☆ایک سفر میں ایک سے زیادہ عمرہ سنت رسول سے ثابت نہیں۔

☆مکمل عمرہ کرنا صرف طواف کرنے سے افضل ہے، کسی کی طرف سے خالی طواف کرنا ثابت نہیں۔

☆دوران طواف اور سعی فرض نماز کی ادائیگی میں کوئی مضائقہ نہیں،اور اس کے تسلسل ٹوٹنے میں کوئی حرج نہیں۔

# حج کی قسمیں

## حج کی تین قسمیں ہیں:

### ۱-حج تمتع:

حج تمتع یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں ان لفظوں کے ساتھ **(لَبَيْك عُمْرَة مُتَمَتِعا بهاإلى الحج )** عمرہ کا احرام باندھنا، اور عمرہ کرنا، پھر مکہ سے یا اس کے قریب کسی بھی جگہ سے اسی سال حج کے لئے دوبارہ احرام باندھنا اور عید کے دن پتھر مارنے اور حلق کرانے تک اسی احرام میں باقی رہنا، اور حج تمتع کی قربانی کرنا۔

### ۲-حج قران:

حج قران کہتے ہیں کہ عمرہ اور حج دونوں کا بیک وقت ان لفظوں کے ساتھ **لَبَيْك عُمْرَة و حَجاً** احرام باندھنا، یا پہلے حج کا احرام باندھے پھر اس کے ساتھ عمرہ شامل کرلے، جو شخص معذور ہو وہ طواف کرنے سے پہلے حج کو عمرہ پر داخل کرسکتا ہے، مثلاً کسی عورت کو حیض آجائے، اور حج قران کی قربانی کرنا۔

**۳-حج افراد:** حج افراد یہ کہ صرف حج کے لئے ان لفظوں کے ساتھ **لَبَيْك حَجاً** احرام باندھنا، اور حج افراد کرنے والا بالکل حج قران کرنے والے کے مانند عمل کرے گا، بس فرق اتنا ہے کہ حج قران کرنے والا قربانی دے گا اور حج افراد کرنے والے پر کوئی قربانی نہیں ہے۔

### افضل حج:

اہل علم کے نزدیک حج قران حج افراد سے افضل ہے اور حج تمتع حج قران و حج افراد دونوں سے افضل ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حج تمتع کا حکم فرمایا، اور آپ نے انہیں حجۃ الوداع کے موقع پر حلال ہونے کا حکم دیا، سوائے ان لوگوں کے جو اپنے ہمراہ قربانی کے جانور لائے ہوئے تھے، اور آپ نے یہ آرزو بھی ظاہر فرمائی کہ اگر میں بھی قربانی کا جانور نہ لایا ہوتا تو حج قران کو حج تمتع میں بدل کر حلال ہو جاتا۔

# حج کے احکام

## حج کی شرطیں:

۱- مسلمان ہونا۔ ۲-عقل والا ہونا۔ ۳-بالغ ہونا۔

☆مذکورہ بالا تینوں چیزیں "شروط التکلیف " کہلاتی ہیں، یعنی حج کی ادائیگی کا اب وہ مکلف ہے۔

۴-استطاعت ہونا، یعنی صحت، دولت اور راستہ کا پر سکون ہونا۔

۵-آزاد ہونا، یعنی غلام نہ ہو۔

۶-عورت کے لئے محرم کا ہونا، بعض فقہاء نے اسے استطاعت کے شرائط میں سے شمار کیا ہے۔

☆عورت کا محرم : اس کا شوہر ہے یا وہ شخص جس سے اس کی شادی کرنا حرام ہے، جب اس شخص میں شروط التکلیف (اسلام، عقل اور بلوغت) پائی جائیں۔

## حج کے ارکان:

۱-احرام باندھنا(حج کی نیت کرنا)۔ ۲-نوذی الحجہ کو عرفات میں وقوف کرنا۔

۳-طواف زیارت کرنا(اسے طواف افاضہ اور طواف حج بھی کہتے ہیں)۔ ۴-سعی کرنا۔

## حج کے واجبات:

۱-میقات سے احرام باندھنا(حج کی نیت کرتے وقت میقات پر حاضری دینا یا اس کے آس پاس یا اس کے اوپر سے گذرنا)۔ ۲-میدان عرفات میں سورج غروب ہونے تک ٹھہرنا۔

۳-مزدلفہ میں رات گزارنا۔ ۴-ایام تشریق(۱۳،۱۲،۱۱)کی راتیں منٰی میں گزارنا۔

۵- کنکریاں مارنا۔ ۶-سر کا بال منڈانا یا اسے چھوٹا کرانا۔

۷-غیر باشندگان مکہ کا مکہ سے رخصت ہوتے وقت طواف وداع کرنا۔

## حج کی کیفیت:

واضح ہو کہ حج کے ارکان آٹھویں ذی الحجہ سے شروع ہوتے ہیں، لہذا حج تمتع کرنے والا میقات سے حج تمتع کی نیت سے مکمل عمرہ کرے گا، اور حج قران وافراد کرنے والے میقات سے اپنی اپنی نیت کرکے مکہ پہنچیں گے، اور یہ دونوں طواف قدوم کریں گے، اور یہ طواف بھی ان کے حق میں سنت ہے واجب نہیں، اور اگر وہ طواف کے ساتھ سعی بھی کرلیں تو یہ ان کے حق میں دس تاریخ کو کی جانے والی سعی مقدم مانی جائے گی، اور پھر یہ قران وافراد کرنے والے اپنے احرام ہی میں باقی رہیں گے، نہ تو یہ سر منڈائیں گے اور نہ ہی یہ لباس احرام اتاریں گے، بلکہ احرام ہی کی حالت میں دس ذی الحجہ کو افراد کرنے والا پتھر مار کر اور قران کرنے والا پتھر مارنے اور قربانی کرنے کے بعد اپنے اپنے احرام اتاریں گے۔

## آغاز حج

### یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ)

عازمین حج کے حج کا آغاز آٹھ ذی الحجہ سے ہوتا ہے، زوال سے پہلے پہلے تمام قسم کے حج کرنے والوں کے لئے میدان منی پہنچنا مسنون ہے، حج تمتع کرنے والے آٹھ ذی الحجہ کو جہاں ہوں وہیں سے حج کا احرام باندھ لیں، اگر مکہ میں ہیں تو وہیں سے یا منی میں ہیں تو منی ہی سے احرام باندھیں، اور پھر پانچ وقت کی نمازیں میدان منی ہی میں باجماعت پڑھیں، ہر نماز کو بلا جمع کئے اس کے وقت پر، اور قصر والی نمازیں (ظہر، عصر، عشاء) صرف دو دو رکعتیں ہی پڑھی جائیں، اس دن کی رات منی میں گذاریں، اور اپنے آپ کو بے ضرورت کاموں اور باتوں سے دور رکھ کر کثرت سے تلبیہ، ذکر، دعا، تلاوت قرآن، پند و نصیحت اور بھلائی کے کاموں میں مشغول رکھیں۔

اہل علم کے نزدیک آٹھ ذی الحجہ کو ہی احرام باندھنا واجب نہیں بلکہ اس سے پہلے یا اس کے بعد بھی باندھنا جائز ہے، اور ایسے ہی نو ذی الحجہ کی رات منی میں گذارنا یا وہیں پانچ وقتوں کی نماز ادا کرنا واجب نہیں بلکہ مسنون ہے۔

# یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ)

نویں ذی الحجہ کو میدان منی میں فجر نماز کی ادائیگی کے بعد سورج طلوع ہونے کا انتظار کرے، جب سورج طلوع ہو جائے پھر سکون وو قار کے ساتھ تلبیہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر پکارتے ہوئے عرفات کے لئے روانہ ہو جائے، اور زوال شمس تک میدان عرفات میں جہاں بھی جگہ ملے وقوف اختیار کرلے، کیونکہ میدان عرفات پورا کا پورا وقوف کی جگہ ہے، حاجی کو چاہئے کہ اس عظیم وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ذکر، بکثرت استغفار اور لا الہ الا اللہ میں مشغول رہے، اور جب ظہر کا وقت ہو جائے تو ایک شخص ظہر کی اذان دے، اور پھر اقامت کہی جائے اور امام ظہر کی صرف دو رکعت پڑھائے، اور پھر دوسری اقامت نماز عصر کے لئے دی جائے، پھر امام دو رکعت عصر کی پڑھائے، یعنی صرف ایک اذان دی جائے، اور الگ الگ دو اقامتوں کے ذریعہ ظہر اور عصر کی نماز صرف دو دو رکعتیں قصر کے ساتھ پڑھی جائیں، ظہر کے وقت میں عصر کی نماز کی ادائیگی کو جمع تقدیم کہیں گے، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نویں ذی الحجہ کو اسی طرح ظہر اور عصر کی نماز ادا فرمائی تھی، ان دونوں نمازوں سے پہلے یا ان کے درمیان یا ان کے بعد کوئی بھی نماز نہ سنت اور نہ ہی نفل کی شکل میں پڑھی تھی، اس لئے حجاج کرام کے لئے ضروری ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مکمل اتباع کرتے ہوئے نماز اور ساری عبادتیں بجالائیں، اور اس عظیم دن اور باعزت جگہ میں خوب خوب اجر و ثواب حاصل کرنے کی جد وجہد کریں، بالخصوص کتاب وسنت میں وارد صحیح دعائیں اور توبہ واستغفار، اللہ کی حمد وثنا، اور اللہ کے روبرو اپنی عاجزی وانکساری کے اظہار کے ساتھ غروب آفتاب تک مشغول رہیں، اور جیسے ہی سورج غروب ہو عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائیں۔

# میدان مزدلفہ اور دسویں ذی الحجہ کی رات

عرفات سے مزدلفہ واپسی میں راستے بھر تلبیہ، تکبیر، اور لاالہ الا اللہ پڑھتے رہیں، وقار وسکون کی کامل رعایت کرتے ہوئے اور دھکا مکی اور لوگوں کے ایذارسانی سے اپنے آپ کو دور رکھیں، اسی کیفیت میں مزدلفہ پہنچیں، اور مغرب و عشاء کی نماز ادا کریں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اذان دی جائے، اور مغرب کی اقامت کہہ کر مغرب کی نماز صرف تین رکعت فرض ادا کی جائے، کیونکہ اس میں قصر نہیں ہے، پھر نماز عشاء کی اقامت کہی جائے اور عشاء کی نماز قصر کے ساتھ دو رکعت فرض پڑھی جائے، اور اس کے بعد وتر کی نماز ادا کرلی جائے، نماز مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھنے کو جمع تاخیر کہتے ہیں، اور پوری رات وہیں گذاریں، پھر سنت فجر کے ساتھ فرض نماز ادا کرلیں، اور صبح روشن ہونے تک مشعر حرام یا جہاں بھی میدان مزدلفہ میں وقوف ہو خوب دعا واستغفار اور تلبیہ وتکبیر کعبہ رخ ہو کر پکارتے رہیں، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ فَإِذَآ أَفَضۡتُم مِّنۡ عَرَفَٰتٖ فَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ عِندَ ٱلۡمَشۡعَرِ ٱلۡحَرَامِۖ ﴾(البقرۃ: ۱۹۸)-" اور جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس ذکر الہی کرو"۔

دسویں ذی الحجہ کی صبح اور مزدلفہ سے منی کی روانگی:

سورج طلوع ہونے سے پہلے حاجی تلبیہ وتکبیر پکارتے ہوئے منی کے لئے روانہ ہو جائیں، البتہ کمزور، بچے، خواتین اور ان کے ذمہ دار لوگوں کو آدھی رات کے بعد منی جانے کی اجازت ہے، واضح رہے کہ منی جاتے وقت جمرہ عقبہ کے لئے سات کنکریاں راستے سے چن لیں، جو چنے کے دانے سے کچھ بڑے ہوں، اور باقی تین دنوں کے لئے کنکریاں منی سے چنی جائیں۔

## یوم النحر: (دسویں ذی الحجہ)

۱-پتھر مارنا: حاجی کے منی پہنچنے کے بعد پہلا کام یہ ہے کہ وہ جمرہ عقبہ کی رمی کرے، اور جمرہ عقبہ منی کی طرف سے دو کو چھوڑ کر تیسری وہ آخری نشان ہے جہاں پتھر ماری جاتی ہے، جو مکہ سے قریب ہے، اور وہاں پہنچ کر تلبیہ

پکار نا بند کر دے، اور اللہ اکبر کہتے ہوئے سات کنکریاں الگ الگ اس کے حوض میں پھینکی جائیں، اس کے آداب یہ ہیں کہ کنکریاں پھینکتے وقت منی کو اپنے داہنے جانب اور مکہ کو اپنے بائیں سمت کر لیں، کنکریاں داہنے ہاتھ سے پھینکیں، ہر کنکری پھینکتے وقت اللہ اکبر کہیں۔

**۲-قربانی کرنا:**

رمی سے فارغ ہونے کے بعد افضل یہ ہے کہ حج تمتع وقران کرنے والے قربانی کریں، اور خود بھی اس کا گوشت کھائیں اور اپنے دوست واحباب کو بھی کھلائیں، اور محتاج ومسکین کو بھی کھلائیں، اور اگر اپنے ساتھ کچھ لے جانا بھی چاہیں تو کوئی مضائقہ نہیں، اور رہی بات حج افراد کرنے والے کی تو وہ جمرہ عقبہ کو پتھر مارنے کے بعد حلق کروالے کیونکہ اس پر کوئی قربانی نہیں ہے، اور ایسے ہی باشندگان مکہ بھی اپنا حلق کروالیں۔

**۳-سر منڈانا:**

حج تمتع وقران کرنے والے قربانی سے فارغ ہونے کے بعد اپنے سر کا بال منڈوالیں یا اسے پورے سر سے کٹنگ کروالیں، لیکن سر منڈانا افضل ہے، اور خواتین اپنے بال کی چوٹی کے آخری حصہ سے انگلی کے ایک پور کے مقدار کاٹ لیں، واضح رہے کہ داڑھی کا بال کاٹنا یا اسے کامل طور پر مونڈنا حج یا غیر حج دونوں صورتوں میں حرام ہے۔

**تحلل اول:**

حاجی جب دس ذی الحجہ کو مذکورہ تینوں کام کر چکے تو اس کے لئے جماع (ہمبستری) چھوڑ کر تمام چیزیں جو احرام باندھنے سے حرام ہوئی تھیں وہ سب کے سب حلال ہو جاتی ہیں، مثلاً سلے ہوئے لباس، خوشبو، سر ڈھکنا وغیرہ اور معلوم ہو کہ دسویں ذی الحجہ کو تین کاموں میں سے دو کام (پتھر مارنے، حلق یا تقصیر کرنے) سے ہی تحلل اول حاصل ہو جاتی ہے، اور جب وہ طواف زیارہ کر لیتا ہے تو بیوی بھی اس کے لئے حلال ہو جاتی ہے اور اسے تحلل ثانی کہتے ہیں۔

### ۴-طواف زیارہ و سعی:

پتھر مارنے، قربانی کرنے، اور حلق یا تقصیر کے بعد حاجی مکہ کا رخ کرے اور حج تمتع کرنے والا طواف و سعی دونوں کرے البتہ حج قران یا افراد کرنے والا اگر اس نے طواف قدوم کے ساتھ سعی کر لیا ہو تو اس پر صرف طواف کرنا ہی واجب ہے، اور اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہ کیا ہو تو طواف زیارہ کے ساتھ سعی بھی واجب ہے، طواف و سعی کا وہی طریقہ ہے جو عمرہ کی کیفیت میں بیان کیا گیا ہے صرف دو چیزیں یعنی کندھا کھلا رکھنا، اور رمل کرنا اس طواف میں نہیں ہیں، باقی سارے امور میں یکسانیت ہے، طواف زیارہ و سعی کے بعد آدمی احرام کی جملہ پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے حتی کہ اس کے لئے اب اس کی بیوی بھی حلال ہو جاتی ہے۔

## ایام تشریق (ذی الحجہ کے گیارہویں، بارہویں و تیرہویں ایام)

### ۱-ایام تشریق کی راتیں:

حاجی پر واجب ہے کہ قربانی کے دن طواف افاضہ سے فارغ ہونے کے بعد مکہ سے منی واپس آئے، اور گیارہویں و بارہویں اور تیرہویں کی رات منی ہی میں گذارے، البتہ اگر تعجیل (بارہویں کو جانا) مقصود ہے تو دو ہی راتیں گذارنا واجب ہے اور مغرب سے پہلے پہلے میدان منی سے کوچ کرنا ضروری ہے، ایام تشریق کی راتیں کھلے آسمان کے نیچے گذارنے کا تصور بالکل غلط ہے، کیونکہ شریعت میں اس طرح کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

### ۲-ایام تشریق میں نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ:

گیارہویں و بارہویں اور تیرہویں ذی الحجہ کو منی میں قیام کے دوران ہر نماز کے لئے اس کے وقت پر اذان کہی جائے گی ،اور تمام نمازیں باجماعت پڑھی جائیں گی، اس کا طریقہ یہ کہ ظہر کو قصر کے ساتھ دو رکعت، اور عصر کو قصر کے ساتھ دو رکعت، اور مغرب کو تین رکعت، اور عشاء کو قصر کے ساتھ دو رکعت مع الوتر اور نماز فجر دو رکعت سنت راتبہ اور دو رکعت فرض پڑھی جائے گی، اور جمع ہونے والی نمازوں میں جمع نہیں کیا جائے گا۔

### ۳-ایام تشریق میں پتھر مارنا:

ایام تشریق میں تینوں دن زوال کے بعد کنکریاں ماری جائیں گی،اور منی میں کہیں سے بھی کنکریاں جمع کرلے، کنکری مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ منی کی طرف سے جو مسجد خیف کے پاس جمرہ ہے سب سے پہلے اسے سات کنکریاں مارے، داہنے ہاتھ سے اللہ اکبر کہہ کر پھینکیں،اور اس سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا آگے ہٹ کر قبلہ رخ ہوکر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاکر دیر تک دعائیں کرے،اور پھر آگے بڑھ کر دوسرے جمرہ پر جاکر اسی طرح پتھر مارے،اور دعائیں کرے، پھر اور آگے بڑھے اور تیسرے جمرہ پر پہنچ کر مکہ کو اپنے بائیں جانب کرے اور منی کو اپنے داہنے جانب کرکے پتھر مارے، اور وہاں توقف اور دعا کئے بغیر واپس آجائے،بعینہ اسی طرح باقی دو دنوں میں بھی رمی کرتا جائے۔

### طواف وداع

حجاج کرام ایام تشریق منی میں گذارنے کے بعد مکہ جائیں،اور آپ ﷺ کا حکم بجالاتے ہوئے حج کا آخری کام بیت اللہ کا طواف کریں، جب انھیں مکہ سے اپنے وطن واپس ہونا ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی اس وقت تک ہر گز کوچ نہ کرے جب تک کہ اس کا آخری عہد بیت اللہ کے ساتھ نہ ہوجائے‘‘۔

## حج کے مسائل:

☆احرام باندھتے ہی تلبیہ پکارنا شروع کردیں اور اسے جاری رکھیں، یہاں تک کہ دسویں تاریخ کو جمرۃ عقبہ کی رمی کریں۔

☆سنت یہ ہے کہ آٹھ تاریخ (یوم ترویہ) کو منیٰ پہنچ جائیں، اگر وقت کی تنگی یا کسی سبب سے منیٰ نہیں پہنچ سکے تو پھر نو (۹) ذی الحجہ تاریخ کو سیدھے عرفہ پہنچیں۔

☆جب میدان عرفات میں پہنچ جائیں تو خوب اچھی طرح معلوم کرلیں کہ یقینی طور پر وہ حدود عرفات کے اندر ہیں بصورت دیگر ارکان حج کا اہم اور عظیم رکن ان سے فوت ہو جائیگا۔

☆میدان عرفات میں جبل رحمت کے پاس جانا ضروری اور واجب نہیں ہے، بلکہ اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ عرفات میں ایسی جگہ کا انتخاب کرے جہاں وہ نہایت عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے یکسو ہو کر اللہ سے دعا کر سکے۔

☆حج کرنے والے پر واجب ہے کہ جب وہ عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو تو اللہ سے مغفرت اور بخشش کا سوال کرتے ہوئے نہایت خشوع اور طمانینت کے ساتھ روانہ ہو۔

☆جب مزدلفہ پہنچ جائیں تو سب سے پہلا کام جسے کرنا اس پر واجب اور ضروری ہے وہ مغرب اور عشاء کو جمع اور قصر کے ساتھ ادا کرنا ہے. پھر بقیہ رات کو اطمینان اور راحت سے گزاریں، تاکہ کل (دسویں تاریخ) آنے والے دن کے کام کو انجام دینے کے لئے اس میں قوت اور چستی و توانائی آجائے۔

☆اگر لمبی عمر والا آدمی ہے یا عورت یا کوئی ضعیف وناتواں ہے، جو کسی نہ کسی طرح عذر والا ہے، اور ایسے ہی وہ لوگ جو ان معذورین کے ساتھ ہیں، تو ان سب کے لئے اس رات کا چاند ڈوبنے(آدھی رات) کے بعد مزدلفہ سے منٰی کے لئے روانہ ہوناجائز ہے ۔

☆نماز فجر کو اول وقت میں ادا کرنے کے بعد مستحب ہے کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے، یعنی سفیدی پھیلنے تک دعا میں مشغول رہیں۔

☆جمرات کو مارنے کے لئے کنکریاں کہیں سے بھی جمع کر سکتےہیں۔

☆رمی کرتے ہوئے صرف وہی کنکریاں شمار ہوں گی جو حوض میں جاگریں گی،ان کنکریوں کو عمود یعنی بیچ کے کھمبے پر لگنا شرط نہیں ہے۔

☆دسویں تاریخ کو ترتیب سے اعمال کو انجام دینا سنت ہے:

۱- جمرۃ العقبہ (کبریٰ)کو کنکری مارنا، ۲- قربانی کرنا، ۳- بال منڈانا، ۴- طواف وسعی کرنا،اگر بعض عمل کو بعض پر مقدم کر دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گذارنا واجب ہے۔

☆ایام تشریق میں جمرات کی رمی ذیل کے طریقوں پر ہوگی:

۱-زوال یعنی اذان ظہر کے بعد رمی جمرات کا آغاز ہوگا۔

۲-جمرہ صغریٰ کی رمی کے بعد سنت یہ ہے کہ اس کی داہنی جانب ٹھہر کر دعا کی جائے اور جمرہ وسطیٰ (بیچ والا جمرہ) کی رمی کے بعد اس کی بائیں جانب ٹھہر کر دعا کی جائے ،اور جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد بالکل نہ ٹھہرا جائے، بلکہ وہاں سے فوراً روانہ ہوجائے۔

☆اعمال حج میں سے جو عمل سب سے آخر میں کرنا واجب ہے وہ طواف وداع ہے۔

☆اگر طواف وداع کی نیت کرلی اور طواف افاضہ کو آخر میں انجام دیا تو یہ طواف وداع کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔

☆اگر طواف افاضہ کے بعد عورت کو حیض آگیا تو ایسی شکل میں وہ مکہ سے سفر کر سکتی ہے، اور طواف وداع اس سے ساقط ہو جائے گا۔

# قربانی کا بیان

الهَدْي: ہر وہ قربانی کا جانور جو ذبح کی خاطر مکہ مکرمہ لایا جائے۔

ہدی کے یہ جانور تین حالتوں میں سے کسی ایک حالت کے اندر مکہ مکرمہ بھیجے جاتے ہیں۔

۱-حج کا ہدی: حج تمتع اور حج قران کرنے والوں کی طرف سے ذبح کئے جائیں۔

۲-حج کے واجبات میں سے جب کوئی واجب حاجی سے چھوٹ جائے تو اسے دم کے طور پر ذبح کیا جائے۔

۳-احرام کی حالت میں منع کردہ اُمور میں سے جب کوئی کام کر گزرے تو فدیہ کے طور پر مکہ میں جانور ذبح کرے، (تو ایسی صورت میں اسے یہ بھی اختیار ہے یا تو مسکینوں کو کھانا کھلائے یا پھر روزہ رکھے)۔

الأُضْحِيَة: اس قربانی کے جانور کو کہتے ہیں جو خوشنودی رب کی خاطر عید الاضحی کے دن اور ایام تشریق (۱۱-۱۲-۱۳) میں ذبح کئے جاتے ہیں۔

## قربانی کا حکم:

قربانی کرنا ہر زندہ صاحب استطاعت مسلمان پر سنت موکدہ ہے، واجب و فرض نہیں۔

## قربانی کے جانور:

اللہ تعالی نے اس کی وضاحت قرآن میں کچھ اس طرح بیان فرمایا ہے: ﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ﴾(الحج: ٣٤)-"اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں، تاکہ وہ ان چوپایوں یعنی جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں"۔

۱-اونٹ: نر ہو یا مادہ یہ قربانی کی جانوروں میں سب سے افضل جانور ہے اگر کامل ایک شخص کی طرف سے ہی کیا جائے، اس کی شرط یہ ہے کہ وہ پانچ سال سے کم نہ ہو۔

۲-گائے: چاہے نر ہو یا مادہ، اونٹ کے بعد اسے افضلیت کا درجہ حاصل ہے، اس کی شرط یہ ہے کہ اس کی عمر دو سال سے کم نہ ہو، اور اہل علم نے اسی قسم سے بھینس کو شمار کیا ہے، لہذا گائے کی طرح اس کی بھی قربانی جائز ہے۔

۳- بکرا: اس سے دونوں جنس مراد ہیں اور ساتھ ہی دنبہ اور بھیڑ بھی اس میں شامل ہے، دنبہ یا بھیڑ کی عمر چھ ماہ سے کم نہ ہو اور بکرا یا بکری اس کی عمر ایک سال ہو یا وہ دانت والا ہو۔

## قربانی کے جانور کی شرطیں:

۱-جانور محدد عمر والے ہوں۔

۲-درج ذیل عیوب سے پاک ہوں:

☆اندھانہ ہو ☆لنگڑانہ ہو ☆مریض نہ ہو ☆انتہائی دبلانہ ۔

## قربانی کے جانور ذبح کرنے کا وقت:

قربانی کے دن نماز عید کے بعد سے ایام تشریق (۱۱-۱۲-۱۳) کے سورج غروب ہونے تک، البتہ حاجی یوم النحر کو جمرہ عقبہ کو پتھر مارنے کے بعد سے تیرہ ذی الحج کے سورج غروب ہونے تک، اور معلوم ہو کہ حاجی کی قربانی حدود حرم مکہ، منیٰ، یا مزدلفہ ہی میں ہو سکتی ہے اس کے باہر جائز نہیں۔

## قربانی کا جانور کتنوں کی طرف سے کافی ہو گا:

### ۱- بکرا یا دنبہ وغیرہ:

حاجی کی طرف سے صرف ایک کے لئے کافی ہو گا، اور غیر حاجی کے لئے ایک شخص اور اس کے پورے اہل خانہ کی طرف سے کفایت کرے گا جیسا کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہد رسالت میں لوگ ایک بکری کو اپنے پورے اہل خانہ کی طرف سے قربانی کرتے اور خود کھاتے اور اوروں کو کھلاتے تھے (ترمذی: ۱۵۰۹، ابن ماجہ: ۳۱۴۷، صحیح)۔

۲-اونٹ اور گائے: ان دونوں میں حاجی و غیر حاجی سب برابر ہیں، سب کی طرف سے ایک اونٹ یا گائے میں سات آدمیوں کی شرکت ہو سکتی ہے، یعنی سات آدمیوں کی طرف سے قربانی ہو سکتی ہے، جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کے

رسول ﷺ نے ہمیں ایک اونٹ اور گائے میں سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کرنے میں شراکت کا حکم دیا (مسلم:۳۱۷۳)۔

## قربانی کرنے والوں پر پابندیاں:

جو شخص قربانی کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ ماہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد سے قربانی کے جانور ذبح کرنے تک نہ بال کٹائے اور نہ ہی ناخن تراشے، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب ماہ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن داخل ہو جائیں اور تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہتا ہو تو نہ وہ اپنا کچھ بال کٹائے اور نہ ہی اپنے ناخن کاٹے جب تک کہ وہ اپنے قربانی کے جانور کو ذبح کرنے سے فارغ نہ ہو جائے'' (مسلم:۵۰۸۹)۔

## ذبح کرنے کی کیفیت:

اونٹ کے ذبح کرنے کو نحر کہتے ہیں، اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اس کا بایاں ہاتھ باندھ دیا جائے اور اسے کھڑا رکھا جائے، پھر اس کے گردن کے نیچے حلقوم میں نیزہ یا تیز چھری کے ذریعہ اس کے رگ میں گھونپ دیا جائے، اور اگر گائے یا بکری وغیرہ کو ذبح کرنا ہو تو اسے بائیں پہلو کے بل لٹا دیا جائے، پھر ذبح کرنے والا اپنا بایاں پیر اس کی گردن پر رکھے، اور اس کا سر پکڑ کر ذبح کر دے، اور اس وقت بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھے۔

## قربانی کے چند مسائل

☆قربانی کا گوشت خود کھانا، اوروں کو کھلانا، اور غریبوں میں تقسیم کرنا مستحب ہے۔

☆حج کی قربانی، عام قربانی اور عقیقہ میں اگر اونٹ ذبح کریں تو اس کا پانچ سال کا ہونا، اور گائے کا دو سال کا ہونا، دنبہ کا چھ ماہ کا ہونا، اور بکرے کا ایک سال کا ہونا ضروری ہے، اگر اس عمر سے کم ہے تو اس کی قربانی وعقیقہ کافی نہ ہوگا۔

☆صرف میت کی طرف سے قربانی ثابت نہیں، اگر کسی نے ایسا کیا تو وہ میت کی طرف سے صدقہ کے درجہ میں ہے، اور اسے اس کا گوشت کھانا جائز نہیں۔

☆قربانی کرنے والا اگر ذی الحجہ کے عشر اول میں اگر ناخن یا بال کاٹ لیا تو اس پر کوئی فدیہ نہیں، وہ توبہ واستغفار کرے۔

☆قصاب کو اس کی اجرت کے عوض قربانی کا گوشت دینا جائز نہیں۔

☆ جانور اسی وقت حلال ہو گا جب اس کے حلقوم، یا شہ رگ یا گردن کی دونوں رگیں یا ایک رگ کاٹ کر خون بہایا گیا ہو۔ ☆زندہ جانور سے کاٹا گیا گوشت کا ٹکڑا حرام ہے۔

☆قربانی میں اندھا، لنگڑا، انتہائی دبلا، کسی بھی مرض سے دوچار جانور کافی نہ ہو گا، جانور کا موٹا و صحت مند ہونا بہتر ہے۔

# عقیقہ کا بیان

## عقیقہ کی تعریف:

عقیقہ اس ذبیحہ کو کہتے ہیں جو نومولود کی طرف سے خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی پیدائش کے ساتویں دن ذبح کیا جاتا ہے۔

## عقیقہ کا حکم:

اہل علم کے نزدیک عقیقہ سنت مؤکدہ کا درجہ ہے، اور یہ باپ پر بچے کے حقوق میں سے ہے، بلکہ نومولود کی پیدائش والدین کے لئے ایک نئی نعمت پر اللہ کی شکر گذاری ہے، اور ساتھ ہی ساتھ یہ تقرب الہی کا ایک ذریعہ اور محتاجوں کے لئے صدقہ کا سامان ہے۔

## عقیقہ کے مسائل

☆نومولود بچے کے ایک کان میں اذان دینے اور دوسرے کان میں اقامت کہنے والی بات صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

☆ساتویں دن عقیقہ کرنا افضل و سنت ہے، اس کے بعد کبھی بھی کیا جا سکتا ہے۔

☆لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کیا جائے گا، لیکن اگر کسی نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی ذبح کیا پھر بھی جائز ہے لیکن دو جانور ذبح کرنا افضل ہے۔

☆مالی حالت اچھی نہ ہونے کی وجہ سے اگر کسی نے عقیقہ نہیں کیا تو اس پر کوئی جرمانہ نہیں ہے۔

☆عقیقہ کی قیمت صدقہ کرنا جائز نہیں۔

☆مری ہوئی اولاد کی طرف سے عقیقہ مشروع نہیں۔

☆جو بچے چار مہینہ پورا ہونے سے پہلے اپنی ماں کے پیٹ سے ساقط ہو جائیں تو اس پر نہ عقیقہ ہے اور نہ اس کا نام رکھا جائے گا، اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی، اور اسے کہیں بھی دفنایا جاسکتا ہے۔

☆عقیقہ کی دعوت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

☆ولادت کے بعد سات دن مکمل ہونے سے پہلے اگر بچہ فوت ہو جائے تو اس کا عقیقہ کیا جائے گا، کیونکہ عقیقہ کا تعلق پیدائش سے ہے نہ کہ سات دن زندہ رہنے سے۔

☆ساتویں دن بچہ کا سر منڈا کر اس کے بال کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کیا جائے گا، اور اگر کسی عذر کی وجہ سے بال نہ نکالا جاسکا تو اندازے کے مطابق صدقہ کر دے۔

☆اونٹ و گائے کا عقیقہ ثابت نہیں، اس لئے بہتر ہے کہ بکرا یا دنبہ ہی ذبح کیا جائے، اور اگر کسی نے کیا بھی تو وہ ایک ہی کے لئے شمار کیا جائے گا، کیونکہ عقیقہ میں سر مطلوب ہے یعنی لڑکے کی طرف سے دو جانور اس لئے اس میں شراکت صحیح نہیں ہے۔

☆عقیقہ کی سنت زندہ کرنے کے لئے قرض لینا درست ہے۔

☆بچے کا نام پہلے دن بھی رکھا جاسکتا ہے، یا پھر ساتویں دن، لیکن شرعی نام رکھنا واجب ہے۔